استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

جلد نمبر1 فروری 2010ء شمارہ نمبر2

جلد نمبر 1 | فروری 2010ء | شمارہ نمبر 2

www.islahunnisa.com
islahunnisa@gmail.com

خط و کتابت ماہنامہ بناتِ اہلسنت جامعہ حقانیہ نزد پیکیجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

ایک نظر میں

سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین o الرحمن الرحیم o ملک یوم الدین o ایاک نعبد وایاک نستعین o اھدنا الصراط المستقیم o صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین o

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ سورہ فاتحہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور مکہ میں بھی ابتدائی دنوں میں نازل ہوئی امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ کے بارہ (۱۲) نام ہیں اور بعض حضرات نے بارہ (۱۲) سے بھی زائد نام ذکر کیے ہیں۔ ان سب ناموں میں سے ''فاتحۃ الکتاب'' زیادہ مشہور ہے۔ فاتحہ کا معنی ہوتا ہے ابتداء کرنے والی چونکہ اس سورت سے بھی قرآن کریم کی ابتداء ہوتی ہے اس لیے اس کو فاتحہ کہتے ہیں۔ سورہ فاتحہ کی حیثیت قرآن کریم کے دیباچہ کی بھی ہے اور خلاصہ کی بھی۔ قرآن کریم کی تمام تعلیمات کا خلاصہ اس سورہ میں اجمال کے ساتھ آ گیا ہے شاید اسی لیے اس سورہ کو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ ایک مسلمان کی نظر ہر وقت قرآن کی تعلیمات پر ٹکی رہے۔

قرآن کریم کے بنیادی مضامین تین عنوانات کے تحت جمع کیے جاسکتے ہیں توحید رسالت اور قیامت۔ سورہ فاتحہ کی ابتدائی دو آیتوں اور چوتھی آیت میں توحید، تیسری آیت میں قیامت کا ذکر ہے جبکہ پانچویں آیت سے آخر تک نبوت و رسالت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اللہ ہم سب کو قرآن کریم کی تعلیمات سے بہرہ ور فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

اسلام کے ارکان

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ و رسولہ واقام الصلاۃ وایتاء الزکاۃ والحج وصوم رمضان (بخاری،مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے نمبر 1: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ (معبود) نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ نمبر 2: نماز قائم کرنا۔ نمبر 3: زکوٰۃ ادا کرنا۔ نمبر 4: حج کرنا۔ نمبر 5: رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

تشریح: اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کو ایسی عمارت کیساتھ تشبیہ دے کر بات سمجھائی ہے جس عمارت کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہو۔ فرمایا کہ اسلام کی عمارت بھی پانچ ستونوں پر قائم ہے ان میں سے کسی بھی ستون کے کمزور ہونے کا مطلب عمارت کے اس حصہ کا گر جانا ہے لہذا ان میں غفلت کی کوئی گنجائش نہیں۔

یہاں اس بات کا بھی خیال رہے کہ یہ پانچ چیزیں اسلام کے ارکان ہیں ان کے علاوہ بھی اسلام کے فرائض ہیں مثلاً جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ۔ ان پانچ کی اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر یہاں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی آقا ﷺ کے مبارک فرامین پر چلنے کی اور ان کو اپنی زندگیوں میں لانے کی توفیق بخشے۔

(آمین یارب العالمین)

؟؟؟ کوئز مقابلہ ؟؟؟

ماہنامہ بنات اہل السنۃ کا پہلا شمارہ جونہی چھپ کر مارکیٹ میں آیا تو ہاتھوں ہاتھ ہی نکل گیا۔کئی مقامات سے آرڈر بک کروائے گئے لیکن ہم شمارہ نہ بھیج سکے وجہ یہی تھی کہ ہمارے ہاں بھی ختم ہو چکا تھا۔قارئین اور قاریات کی کالز،میسجز اور ای میلز ہمیں موصول ہو رہے تھے جن میں ماہنامہ کے اجراء پر تہنیتی پیغامات بھی تھے اور اپنے اپنے علاقے میں اس شمارہ کو تقسیم کرنے کے عزائم ،مختلف مشورے اور رسالے کی بہتری کے متعلق اظہار خیال بھی تھا۔قارئین اور قاریات کی ایک کثیر تعداد نے اس مبارک اقدام پر ماہنامہ کی پوری ٹیم کو دل سے دعائیں دیں اور کہا کہ ’’وقت کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر خواتین کے لیے اس طرح کی سعی اور کاوش ایک امر مستحسن ہے جس سے نہ صرف یہ کہ خواتین فائدہ اٹھا سکتیں ہیں بلکہ مرد حضرات بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔‘‘

ہمیں جتنے خطوط موصول ہوئے ہیں اور جتنی ای میلز اور کالز آئی ہیں ان کی تعداد بتاؤں تو اکثر قارئین ورطۂ حیرت میں پڑ جائیں گے۔یہاں ہم ان خطوط میں سے دو کے جواب پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، باقی حضرات کا بھی بہت بہت شکریہ جنہوں نے مختلف امور کی نشان دہی کی اور قابل قدر مشوروں سے نوازا، اللہ رب العزت ان سب کے اخلاص میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

کراچی سے ایک قاریہ نے لکھا’’بنات اہل السنۃ کا شمارہ پہلی دفعہ نظر سے گزرا شروع سے لے کر آخر تک پڑھا مضامین عمدہ تھے لیکن کچھ باتیں آپ کو بتلانا ضروری تصور کرتی ہوں جو میرے خیال میں رسالے میں مزید بہتری کے لیے ازحد ضروری ہیں:

پہلی بات: یہ کہ رسالے کا نام اگر کسی اچھے سے کاتب سے کتابت کرا لیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ آج کل یہ چیز سب سے زیادہ ضروری ہے اور پھر اس کو مستقل طور پر ہی استعمال کیا جائے بار بار تبدیل نہ کیا جائے۔

دوسری بات: جو میں سمجھتی ہوں وہ یہ ہے کہ اس کے صفحات کو بھی ذرا بڑھا دیا جائے اور بجائے 32 کے 50 ہو جائیں تو مفید تر بن جائے گا کیونکہ مہینے میں ایک بار خریدنا ہوتا ہے تو ہم بجائے 15 روپے کے کچھ زیادہ بھی ادا کر سکتی ہیں لہذا صفحات کو بڑھا دینا بھی میرے خیال میں ضروری ہے۔

تیسری بات: یہ ہے کہ مضامین ذرا تفصیلاً ہوں تو بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے ورنہ ایک ڈیڑھ صفحے کا مضمون پڑھنے سے بعض دفعہ بہت سی ایسی باتیں اجمال کی صورت دھار لیتی ہیں جو یقیناً تفصیل کی محتاج ہوا کرتی ہیں۔

چوتھی بات: یہ ہے کہ ہم اکثر رسائل اور ناول خریدتے رہتے ہیں کچھ ایسے مضامین بھی ان میں شامل ہوتے ہیں مثلاً نا قابل فراموش واقعات اور سلسلہ وار کہانیاں وغیرہ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ ان میں اکثر یا تو بالکل جھوٹی ہوتی ہیں اور بعض معلوم تو سچی ہوتیں ہیں لیکن اخلاقی اعتبار سے ان کا ذکر نا مناسب ہوتا ہے اس تناظر میں اگر آپ بھی سچی آپ بیتیوں کا اہتمام کریں تو آپ کے رسالے کی مقبولیت کی سطح اور بھی بلند ہو جائے گی۔‘‘

مری سے ایک قاریہ لکھتی ہیں’’ آپ نے میرے مضمون کو شامل اشاعت کیا اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں میں نے چند باتیں آپ سے کہنی تھیں امید ہے آپ اس پر ضرور توجہ دیں گے۔جناب مدیر صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے ہم خواتین کے لیے اس طرح کے میگزین کا اہتمام فرما کر ایک بہت ہی اچھا کام کیا ہے جو یقیناً آج کی بھولی بھٹکی انسانیت کے لیے صراط مستقیم ہے۔ہمارے علاقوں میں مختلف NGO's ہیں جو دین کے نام پر لادینی پھیلا رہی ہیں، عیسائی مشنری بہت تیزی سے کام کر رہی ہے اوٹ پٹانگ اور من گھڑت واقعات عام ہو رہے ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام ،ملائکہ مقربین اور امت کی برگزیدہ شخصیات کے تشخص کو

مجروح کیا جاتا ہے اور پھر غضب یہ کہ ایسی خرافات کو دینی کتب قرار دے کر سر بازار مفت تقسیم کیا جارہا ہے جن کو پڑھ کر یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ آج کے مغرب زدہ انسان اور انبیاء علیہم السلام میں صرف زمانے کا فرق ہے اور معاشرتی طور پر وہ بھی آزاد تھے اور ہم بھی آزاد۔

میرے خیال میں ایک سلسلہ شروع کیا جائے جس میں سابقہ انبیاء اور امتوں کے احوال کے ساتھ ہمارے نبی ﷺ کے احوال، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، آپ ﷺ کی بنات اور صحابیات کے احوال بھی ضرور ہوں اس کے ساتھ ساتھ ماضی قریب وبعید میں نیک بخت خواتین کے واقعات بھی شامل اشاعت کیے جائیں تا کہ لوگ اصل حقائق سے آشنا ہوں اور موجودہ پھیلائی جانے والی لادینیت کا راستہ رک سکے۔

سب سے پہلے تو میں ادارہ کی طرف سے آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ہماری اس محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پھر اس میں جو کمزوریاں تھیں ان کی طرف بھی توجہ دلائی یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی نظام کو بہتر کرنے کے لیے جب تک کمزور پہلوؤں پر توجہ نہ دی جائے اور ان کے ازالے کی کوشش نہ کی جائے تب تک اس نظام میں ڈسپلن (Discipline) پیدا نہیں ہوسکتا۔ ہماری جن قاریات اور قارئین نے اس میں بہتری لانے کے لیے ہمیں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا ان سب کا بہت بہت شکریہ!

کتابت اور صفحات کی زیادتی کے بارے ادارہ کا فیصلہ بھی آپ کو نظر آجائے گا جو کہ اسی شمارے میں آپ ملاحظہ فرمالیں گی۔ باقی رہی یہ بات کہ مضامین کتنے طویل ہوں اس کے بارے میں فی الحال میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ مضامین آپ لوگوں نے ہی بھیجنے ہوتے ہیں۔ یہ معاملہ مضمون نگار حضرات کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا کہ مضمون کم از کم اڑھائی تین صفحات پر مشتمل ہو۔ اسی ضمن میں ایک بات کہتا چلوں کہ تمام وہ لوگ جو ہمیں مضامین ارسال کرتے ہیں وہ اس بات کا ضرور خیال کریں کہ سیاسی تبصروں، لچر اور فضول باتوں پر مشتمل مضامین ہرگز ہرگز شامل اشاعت نہیں ہوتے۔ سچی آپ بیتیوں اور حکایات کا مستقل سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جس میں آپ ہمیں اپنے ساتھ بیتے ہوئے زندگی کے ناقابل فراموش واقعات لکھ سکتے ہیں البتہ اس

بارے میں ادارہ کا فیصلہ حتمی ہوگا کہ کس کو شامل اشاعت کیا جائے اور کس کو نہیں۔

مری سے جس قاریہ نے ہمیں خط لکھا اور اس خط میں اپنے علاقے کی صورتحال سے آگاہ کیا، اس سے کہیں زیادہ ہم ملکی سطح پر اس جیسے واقعات آئے دن سن رہے ہیں NGO's اور عیسائی مشنری نے جس تیزی سے مسلمانوں کے خلاف اقدام کیے ہیں اور آج بھی کر رہی ہے یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ لیکن صرف اتنا کہہ لینے سے معاملہ حل نہیں ہوجاتا بلکہ اس کے لیے کچھ اور بھی کرنا پڑتا ہے اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے عقائد ونظریات کو سمجھیں اگر وہ حوادث زمانہ کی وجہ سے کمزور ہوگئے ہوں یا تغیر وتبدل کا شکار ہوچکے ہوں تو ان کی درستگی کی جائے اور کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اپنے عقائد ونظریات میں پختگی لائی جائے۔

اس کے لیے ہم سب کو دین کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنا ہوگی خود بھی قرآن کریم کی تعلیمات حاصل کرنا ہوں گی اور دوسروں کو بھی ان سے آگاہ کرنا ہوگا۔ جب تک ہم قرآن سے دور ہوں گے اور سنت نبوی ﷺ سے دور ہوں گے اس وقت تک تبدیلی زمانہ کے خواب دیکھنا بس ''خواب'' ہی ہوں گے۔ اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ ہمیں ان بزرگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کرنا چاہیے جو قرآن وسنت کے جاننے والے تھے اور پابند صوم وصلوۃ تھے ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہوگا تب جا کر ہم ان فتنوں سے بچ سکتے ہیں ورنہ فتنوں کے اس دور میں اپنے دین کی حفاظت کرنا بہت مشکل ہے۔

آپ کے مشوروں کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ادارہ ان پر غور وخوض بھی کر رہا ہے ان شاء اللہ ایک مضبوط لائحہ عمل ترتیب دے کر ان تمام پہلوؤں پر بڑی سنجیدگی اور متانت سے عمل کیا جائے گا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ امت کی بیٹیاں اس عظیم مشن میں ہمارا ساتھ ضرور دیں گی اور اس رسالہ کو عام کریں گی جو اہل السنۃ کے عقائد ونظریات کا امین اور اس دور میں خواتین اسلام کے لیے ہدایت کا زینہ ہے۔ بنات اہل السنۃ کی پوری ٹیم کو اپنی دعوات صالحات میں فراموش نہ کیجیے گا!

والسلام

Settings\Rizwan\Desktop\khwab roth gaye.tif not found.

شہزاد کی شادی کو دس سال کا طویل عرصہ ہونے کو آیا تھا مگر ابھی تک گھر کے آنگن میں کوئی پھول نہیں کھلا تھا۔ شہزاد کی ماں زینب اور بہنیں ہاجرہ اور صغریٰ جب آس پاس کے گھروں میں ننھے منے بچوں کی قلقاریاں سنتیں اور پھوپھیوں دادیوں کو واری صدقے جاتے دیکھتیں تو دل مسوس کر رہ جاتیں۔ انہیں یہ حقیقت اچھی طرح معلوم تھی کہ رابعہ، شہزاد کی بیوی، ان کی اس خواہش کو حقیقت کا روپ نہیں دے سکتی کیونکہ کئی طبیبوں اور حکیموں نے یہ کہہ انکی اس خواہش کا گلا گھونٹ دیا تھا کہ رابعہ ماں بننے کے قابل نہیں۔

شہزاد اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا اور دو بہنوں کا اکیلا بھائی تھا۔ اس کے باپ نیاز کا انتقال اس وقت ہوا جب اس نے ابھی بابا کہنا بھی نہیں سیکھا تھا، ہاجرہ اور صغریٰ شہزاد سے چند برس ہی بڑی تھیں۔ دونوں بہنیں بچپن کی توتلی زبان سے بھائی کی دعائیں مانگتے مانگتے لڑکپن تک آ پہنچی تھیں کہ اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشا۔

جس دن زینب کی خالہ ساس نے نیاز کو یہ خبر سنائی کہ اللہ نے تو تیرے نصیب جگا دیے ہیں اور تجھے چاند سا لعل دیا ہے تو نیاز اس وقت کھیتوں میں ہل چلاتے اپنے کامے فیقے کو دیکھنے آیا ہوا تھا۔ ''اوئے فیقے! جا یہ جوڑی بیچ کر جتنے پیسے ملیں انہیں سارے کاموں میں بانٹ دے اور انہیں کہہ دے کہ اس دفعہ گندم کی فصل میں سب کو ان کے حصے سے دوگنا ملے گا۔''

خالہ بولی ''اے ہے نیاز کیا باؤلا ہو گیا ہے جو سارا کچھ لٹانے چلا ہے بیل بھی دے دیے اور فصل بھی دوگنی دے رہا ہے ارے اب تو اللہ خیر کرے تیرا وارث آ گیا ہے۔ اس کے لیے

جوڑ چپڑ کر رکھتا کہ وہ بھی ناز کیا کرے کہ اللہ نے اسے کس بادشاہ کے گھر پیدا کیا ہے۔''

''او ہو خالہ کیسی باتیں کرتی ہو بھلا اللہ نے اتنی دیر کے بعد ایسی خوشی دی ہے یہ تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا تو کیا جانے اس دن کے لیے میں نے کیسے کیسے خواب دیکھ رکھے تھے؟ خالہ دیکھ میں نے ابھی آنے والے مہمان کی شکل بھی نہیں دیکھی پر میرا دل خوشی سے بلیوں اچھل رہا ہے میرا دل تو کر رہا ہے کہ میں آج زینب کو سونے میں تول دوں کہ اس کی وجہ سے اللہ نے مجھے اتنی بڑی خوشی دی۔ آج تو میں ہاجرہ اور صغریٰ کے سوالوں کا جواب بھی دینے کے قابل ہو گیا ہوں جو مجھے کہتی تھیں کہ ابا ہمیں بتائیں اللہ ہماری دعائیں کیوں نہیں قبول کرتا ہمیں بھائی کیوں نہیں دیتا۔'' نیاز کی زبان ہی نہیں رک رہی تھی

نیاز کے گھر میں داخل ہوتے ہی ہاجرہ اور صغریٰ بھاگ کر اس کے سینے سے جا لگیں۔ عجیب منظر تھا خوشی اتنی تھی کہ زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی کہ کچھ بولیں اور آنکھوں سے آنسو تو اتر سے بہے جا رہے تھے۔ تینوں باپ بیٹی کو ایک دوسرے کو بتانے کی ضرورت نہیں تھی کہ ان سے کیوں نہیں بولا جا رہا اور کیوں ان کی آنکھوں میں ساون کی جھڑی لگی ہوئی ہے۔ دیکھنے والے بھی اس عجیب منظر سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکے۔ نیاز نے اپنے وارث کا نام شہزاد رکھا تھا اور اکثر اسے شہزادہ کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ زینب کو یہ نام بہت پسند تھا اس کی پسند کے پیش نظر ہی نیاز نے زینب کے بغیر کہے اس کے من کی مراد شہزاد نام رکھ کر پوری کر دی تھی۔

ابھی شہزاد دو سال کا بھی نہیں ہوا تھا کہ ان کی خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی۔ نیاز گردن توڑ بخار کی وجہ سے صرف دو دن میں موت سے زندگی کی جنگ ہار گیا۔ پورے گھر میں قیامت کا سماں تھا۔ زینب تو ایسے پتھر کا بت بنی بیٹھی تھی کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو، ہاجرہ اور صغریٰ رو رو کر ہلکان ہو گئی تھیں کہ باپ تو انہیں بے آسرا چھوڑ کر چلا گیا۔ عورتوں نے زینب کو بہتیرا ہلایا جلایا اور جھنجھوڑا کہ زینب اپنے سرتاج کا آخری دیدار کر لو آج کے بعد یہ صورت تمہیں دیکھنے کو کہاں ملے گی؟ لیکن زینب کا سکتہ اس وقت ٹوٹا جب ننھا شہزاد اس قیامت صغریٰ سے بے خبر باپ کی چارپائی کے

نیچے سے ماں کو"چاؤ" کر کے مسکرایا۔اس وقت زینب ہوش کی دنیا میں آئی اور پھر اتنا روئی کہ کوئی کیا رویا ہوگا۔لیکن آنسو تھے کہ رکنے میں نہ آتے تھے۔جب صغریٰ اور ہاجرہ ماں سے لپٹ کر روئیں تب زینب نے اپنا دل مضبوط کر کے اپنی بیٹیوں کو اپنی آغوش میں چھپا لیا اور عزم کر لیا کہ آئندہ وہ ان معصوموں کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں آنے دے گی۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ اب میں نے انہیں صرف ماں والا پیار ہی نہیں دینا بلکہ باپ کی طرح ان کے سروں پر سائبان بن کر بھی رہنا ہے۔اب یہ وہ زینب نہیں تھی جو ایک چھپکلی کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھی بلکہ اب وہ ایک ایسی چٹان بن گئی تھی جو اپنی اولاد پہ آنے والی ہر مصیبت کو اپنے اوپر سہہ لے گی لیکن ان کا بال تک بیکا نہیں ہونے دے گی۔زینب نے اپنی زندگی اب اپنے بچوں کے لیے تج دی تھی،اس کا جینا مرنا صرف انہی کی خاطر تھا۔زمینوں کی دیکھ بھال سے لے کر خاندانی معاملات تک ہر کام اس نے اپنے ذمے لے لیا۔شہزاد کی عمر ابھی تیرہ سال بھی نہ ہونے پائی کہ زینب اپنی دونوں بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کر چکی تھی۔

ہاجرہ اور صغریٰ کو جہاں باپ کی موت کا دکھ بہت تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے دل میں یہ اطمینان بھی تھا کہ ان کا بھائی بڑا ہو رہا ہے جو کل ان کے باپ کی جگہ لے لے گا کیونکہ بڑے کہتے ہیں بھائی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن بہنوں کا بڑا مان ہوتا ہے۔دونوں بہنیں اپنے گھروں میں بظاہر خوش باش تھیں اور زینب اللہ کا شکر ادا کرتے نہ تھکتی تھی کہ جس نے اس کی بیٹیوں کے نصیب اتنے اچھے لکھے تھے۔لوگ بھی حیران ہوتے تھے کہ اسے اتنے اچھے گھرانے کہاں سے مل گئے آج کل تو باپ بھائیوں والیوں کو بھی اتنے اچھے رشتے نہیں ملتے۔لیکن کسی کو کیا پتا تھا کہ یہ خوشی بھی اس بے کس کو زیادہ دن راس نہیں آئے گی۔ہاجرہ شادی کے تیسرے مہینے ہی بیوہ ہو کر واپس میکے کی دہلیز پر آ گئی اور ....

غم روزگار کے شکار اس گھرانے کی باقی داستان آئندہ شمارے میں

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ کلمہ بندہ کی طرف سے ایک اقرار ہے یعنی بندہ اس کو پڑھ کر اپنے رب سے اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرا غلام ہوں تیرے حکموں پر چلوں گا اور جن چیزوں سے تو نے منع کیا ہے ان سے بچوں گا۔اس کلمہ کے متعلق تین باتوں کی طرف دھیان رکھنا بہت ضروری ہے۔اول:اس کے الفاظ صحیح یاد ہوں اور ترجمہ معلوم ہو۔دوم:اس کے مطلب کا علم ہو۔سوم:اسکے مطالبے اور تقاضے کو ہر وقت اور ہر حالت میں پورا کرے۔بہت سے لوگ نام کے مسلمان ہیں ان کو کلمے کے الفاظ بھی صحیح یاد نہیں اور ترجمہ اور مطلب کا بھی علم نہیں اور کلمے کے تقاضے اور مطالبے کو بھی نہیں جانتے ایسے لوگوں کو ان چیزوں سے واقف کرانا چاہیے۔

کلمہ طیبہ کے الفاظ:

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

کلمہ طیبہ کا مطلب:

اللہ تعالی کے معبود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کرے اور بندگی کے جو طریقے اس نے اپنے رسول ﷺ اور اپنی کتاب کے ذریعے بتائے ہیں (یعنی نماز، روزہ، قربانی، حج، زکوٰۃ وغیرہ) اس میں کسی کو اس کا شریک نہ کرے اس کو حاجت روا، مشکل کشا، نگہبان، مددگار، ہر جگہ حاضر ناظر، زور اور آہستہ والی بات سننے والا مانے اور یہ بھی یقین کرے کہ وہ ہر ظاہر و چھپی ہوئی چیز کو جانتا ہے وہی نفع و نقصان پہنچانے والا ہے اسی کی ہدایت حق ہے اسی کے احکام قابل عمل ہیں دنیا والوں نے جو رسم و رواج اور قانون خدا کے حکموں کے خلاف نکال رکھے ہیں سب باطل اور جھوٹ ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالی کا رسول ماننے کا یہ مطلب ہے کہ جب **لاالہ الا اللہ** کا اقرار کرکے بندہ نے اللہ کے حکموں پر چلنا اپنے اوپر فرض کرلیا تو ان حکموں کا جاننا بھی فرض اور ضروری ہے اور چونکہ اللہ تعالی کا حکم خود بخود نہیں معلوم ہوسکتا بلکہ خدا کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی رہبری سے بندوں تک خدا کے احکام پہنچتے ہیں اس لیے حضرت محمد ﷺ کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ آپ ﷺ خدا کے رسول ہیں آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی رسول خدا کی طرف سے نہیں آئے گا حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے حکموں اور بتائے ہوئے طریقوں پر چل کر خدا کی بندگی کرنا فرض ہے۔

> حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھے کہ "لا الہ الا اللہ" کا اخلاص یعنی اس کو ٹھیک طرح پڑھنا یہ ھے کہ یہ کلمہ اپنے پڑھنے والے کو اللہ تعالی کی منع کی ھوئی چیزوں سے روک دے- لہذا اس کلمے کو پڑھنے والے اور اپنے کو مسلمان سمجھنے والے شخص کو ھر موقعہ پر خدا کے حکموں پر چلنے کا دھیان رکھنا لازم ھے-

حضرت رسول کریم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ کے بندے اور سچے رسول ہیں انہوں نے اپنے پاس سے کوئی بات نہیں بتائی ان کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہے ان

سے محبت رکھنا خدا سے ہی محبت کرنا ہے۔ آپ ﷺ کی بات کا ماننا فرض ہے آپ ﷺ کے حکم کو بلا چوں و چرا تسلیم کرے آپ ﷺ نے جو باذن اللہ غیب کی باتیں بتلائی ہیں ان پر ایمان لاوے مثلاً تقدیر پر، فرشتوں پر، دوزخ پر، جنت پر اور قبر کے حالات پر، قیامت کے ہونے پر اگرچہ یہ باتیں سمجھ میں بھی نہ آتی ہوں۔

حضرت محمد ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ بھی رکھے کہ آپ ﷺ نے جو طریقہ بتایا ہے اور خود اس پر پوری طرح عمل کر کے دکھایا ہے وہی حق اور خدا تعالیٰ کا پسندیدہ ہے اس کے خلاف زندگی گزارنے والا اللہ کا محبوب بندہ اور سیدھی راہ پر چلنے والا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جو شخص اللہ و رسول ﷺ پر ایمان نہ رکھے یا اللہ تعالی کو نہ مانے یا حضرت محمد ﷺ کو خدا کی طرف سے پیغام لانے والا نہ مانے اور آپ ﷺ کے طریق زندگی کو غلط سمجھے نہ وہ مسلمان ہے اور نہ اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق ہے۔

آج کل بہت سے مرد و عورت اور اسکول و کالج میں پڑھنے والے لڑکے اور لڑکیاں عیسائیوں اور ہندوؤں کی صحبت کی وجہ سے اسلام کے عقائد کے خلاف بولنے لگتے ہیں اور دوسرے طریقوں اور نظریوں کو اسلام سے اچھا سمجھنے لگتے ہیں اور شرکیہ عقیدوں اور باطل خیالوں میں پھنس جاتے ہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں اگرچہ نام ان کا مسلمانوں جیسا ہو اور اگرچہ ان کے ماں باپ مسلمان ہوں۔

کلمہ طیبہ کا مطالبہ:

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ **لاالہ الا اللہ** کا اخلاص یعنی اس کو ٹھیک طرح پڑھنا یہ ہے کہ یہ کلمہ اپنے پڑھنے والے کو اللہ تعالی کی منع کی ہوئی چیزوں سے روک دے۔ لہذا اس کلمے کو پڑھنے والے اور اپنے کو مسلمان سمجھنے والے شخص کو ہر موقعہ پر خدا کے حکموں پر چلنے کا دھیان رکھنا لازم ہے۔ شادی بیاہ، مرنے جینے، کھانے پینے، سونے جاگنے، خریدنے اور بیچنے، لینے دینے کمانے اور خرچ کرنے، حکومت چلانے اور ملازمت کرنے اور دوسرے تمام مواقع پر

خدا کے احکام کو معلوم کرے اور ان پر چلے۔ خداوند کریم کی طرف سے جن کاموں کے کرنے کا حکم ملا ہے ان کو ہر حال میں کرے اور بندگی انجام دے اور خدا کی طرف سے جن کاموں کے کرنے سے روکا گیا ہے ان تمام کاموں سے رک جائے۔

کلمہ طیبہ کا انعام:

جو مرد و عورت سچے دل سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو مان لیتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کے بتائے ہوئے عقائد اور طریقوں کو مان لیتے ہیں اللہ تعالی نے ان کے مرنے کے بعد ان کو اچھے حال میں رکھنے اور جنت عنایت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اور جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے، قیامت اور جنت اور دوزخ پر یقین نہیں رکھتے ان کے لیے خدا نے دوزخ تیار کر رکھی ہے جو بہت بری جگہ ہے اس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا۔

لاالہ الا اللہ کا ورد:

آپ ﷺ نے فرمایا: لاالہ الا اللہ کے ذریعے اپنے ایمان کو تازہ کیا کرو۔

یہ بھی ارشاد فرمایا: سو مرتبہ لاالہ الااللہ پڑھ لیا کرو کیونکہ وہ کوئی گناہ نہیں چھوڑتا اور کوئی عمل اس سے آگے نہیں بڑھتا۔

آب زم زم کی خصوصیات

لمبائی چوڑائی: 18x14 فٹ، گہرائی: 13 میٹر ابتداء: 4000 سال پہلے تقریباً، کبھی خشک نہیں ہوگا، کبھی ذائقہ تبدیل نہیں ہوگا، 800 لیٹر فی سیکنڈ کے حساب سے اس میں سے پانی نکالا جاتا ہے۔ 24 گھنٹوں کے بعد صرف 11 منٹ میں اپنا لیول دوبارہ پورا کر لیتا ہے۔ اس کنویں میں خود رو پودے یا کائی پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس کے پانی میں شفاء ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ منافق آدمی زم زم کا پانی خوب پیٹ بھر کر نہیں پی سکتا۔ یہ چھوٹا سا کنواں ہزاروں سال سے کروڑوں لوگوں کو پانی مہیا کرتا آرہا ہے اور کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

(اشبہ عابد لاہور)

سر تسلیم خم کیے کھڑے تھے تیرے سامنے سب شاہ و گدا
تیرے مرتبہ کو کون پائے تیری راہ گزر ہے سدرۃ المنتہیٰ
فرماں روا ہیں تیری خاک پا کو سرمہ بنانے والے
ہیں شاہوں کے شاہ تجھ پہ کہنے والے صلی علی
ختم ہیں بلندیاں مخلوق کی تجھ پر اے ماہ جبیں
آمد تیری پر قطاریں باندھ لیں سب نوریوں نے آ کے مجتبیٰ
تو رحیم وکرم تو شاہِ امم تو امامِ حرم
دیا ہے تو نے در در کے عابدوں کو اک در پہ جھکا
تیرے غلاموں میں بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
جنہوں نے ہر مشکل میں کہا نحن الذین بایعوا محمدا
فارسیؓ و حبشیؓ و عمارؓ نے نچھاور کردی جانیں
طلحہؓ و زبیرؓ ابن سکنؓ ہوئے تجھ پر فدا
اے امام رسل! اے شاہ زمن! ذرا ہم پر بھی ہو کرم
اے شافع محشر! اے ساقی کوثر! ہم جائیں کہاں تیرے بنا؟

آپ کا نام: خدیجہؓ

کنیت: ام ہند

لقب: طاہرہ

سلسلہ نسب یوں ہے: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ۔قصی تک پہنچ کر حضرت خدیجہؓ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان مل جاتا ہے۔آپ کی والدہ کا نام ''فاطمہ'' ہے۔

ولادت:

حضرت خدیجہؓ کی ولادت عام الفیل سے 15 سال قبل ہوئی۔

بچپن:

آپ کا بچپن بھی بے مثال تھا آپ کی عمر ابھی چھوٹی ہی تھی کہ لوگ آپ کو آپ کے پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے ''طاہرہ'' کہا کرتے تھے۔آپ کے والد نے آپ کے نکاح کے لیے ورقہ بن نوفل (جو کہ تورات اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے) کو منتخب کیا لیکن بوجوہ یہ نکاح نہ ہو سکا۔پھر ابو ہالہ تمیمی سے نکاح کر دیا گیا کچھ عرصہ بعد عتیق بن عائز کے ساتھ نکاح ہوا۔

عام الفیل کو گزرے کوئی 20 سال کا عرصہ ہو چکا ہو گا کہ عرب میں ''حرب الفجار'' نامی جنگ کے شعلے بلند ہوئے اس میں حضرت خدیجہؓ کے والد بھی اس دنیا سے چل بسے حضرت خدیجہؓ

کو جب یہ صدمہ پہنچا تو مارے غم کے نڈھال ہو گئیں۔باپ کا سایہ سے اٹھ جانے کے بعد آپؓ غمزدہ سی رہنے لگیں۔اللہ تعالی نے مال خوب عطا کیا تھا، آپؓ تجارت کے لیے اپنا سامان رشتہ داروں کے حوالے کر دیتیں اور ان کو اس کا معاوضہ ادا کرتیں۔ان دنوں مکہ کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت کے ڈنکے بج رہے تھے مکہ کے باسی آپ کو ''امین'' اور ''صادق'' کے لقب سے یاد کر رہے تھے، ہر طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت کے گن گائے جا رہے تھے۔

پھیلی ہوئی خوشبو ، سارے چمن میں تھی

حضرت خدیجہ کو جب آپ ﷺ کے بارے میں معلوم ہوا تو آپؓ نے پیغام بھیجا کہ ملک شام کی طرف میرا تجارت کا مال لے جائیں، میں جتنا معاوضہ دوسروں کو دیتی ہوں آپ کو اس سے دوگنا دوں گی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پیشکش کو قبول فرما لیا اور حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کو ساتھ لے کر مکہ سے شام کی طرف چل پڑے۔

حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمدہ عادات سے بے حد متاثر ہوا۔آپ نے وہاں جا کر تجارت کی۔آپ ﷺ کی امانت داری کی وجہ سے اس سال نفع پچھلے تمام سالوں سے زیادہ بلکہ دوگنا ہوا۔شام سے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرما لیا۔

کچھ دنوں بعد قریش کے بڑے بڑے سردار جن میں سرفہرست حضرت حمزہؓ اور ابوطالب تھے، حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے یہاں پر حضرت خدیجہؓ کے خاندان کی با اثر شخصیات پہلے سے موجود تھیں۔حضرت ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ بن گئیں۔

شادی کو تقریباً 15 برس بیت چکے تھے کہ پہلی وحی نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ پر جلال خداوندی کا اثر بہت زیادہ نمایاں تھا۔ حضرت خدیجہؓ سے فرمانے لگے ”زملونی زملونی“ مجھے کپڑا اوڑھا دو مجھے کپڑا اوڑھا دو!! طبیعت تھوڑی سنبھلی تو واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ سیدہ خدیجہ طاہرہؓ نے ”تسلیاں دینے والے“ کو تسلی دی اور کہا کہ خداوند قدوس آپ کو بے یارومددگار نہیں چھوڑے گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، بے بس اور محتاج لوگوں کی معاونت کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق بات کی حمایت کرتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں اور سارا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ بن نوفل عبرانی زبان کے ماہر اور تورات وانجیل کے عالم تھے۔ کہنے لگے ”یہ تو وہی مقدس فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا“ پھر کہا کہ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کو مکہ کے لوگ شہر سے نکلنے پر مجبور کر دیں گے اگر میری زندگی نے وفا کی تو میں اس کڑے وقت میں آپ (ﷺ) کی معاونت کروں گا۔

اسلام ترقی کی منازل طے کر رہا تھا۔ لوگ اسلام میں داخل ہو کر اپنی اپنی عاقبت سنوار رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث ہوئے سات سال کا عرصہ بیت چکا تھا مکہ کے قریشیوں کے لیے یہ بہت بڑا چیلنج تھا۔ چنانچہ قریش نے سر جوڑ کر طے کر لیا کہ نبوت کے اس روشن چراغ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گل کر دیا جائے۔ چنانچہ قریش مکہ اور دیگر سرداران مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اصحاب وآل کے ساتھ ایک گھاٹی میں قید کر دیا۔

اہل اسلام نے تین سال کے طویل عرصہ تک اس گھاٹی میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں وہ صرف اس جرم کی سزا پا رہے تھے کہ ”خدا اپنی ذات وصفات میں یکتا اور اکیلا ہے اور محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں“ یوں کہہ لیں کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہنے کی پاداش میں ان پر سختیوں کے پہاڑ توڑے گئے۔

ایسے مشکل اور کٹھن حالات میں حضرت خدیجہؓ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھ اس گھاٹی (شعب ابی طالب) میں صعوبتیں جھیل رہی تھیں۔ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں ہم لوگ درختوں کے پتے چبا چبا کر زندگی گزارتے تھے۔ تنگی اور مشقت کا یہ عالم تھا کہ ایک دن میں ایک کھجور کا دانہ کھایا کرتے تھے۔ جب کھجور بھی ختم ہوگئی تو اس کی گٹھلیاں چوس چوس کر گزارا کرنے لگے۔ تین سال تک اس گھاٹی میں اہل اسلام پر ظلم کی وہ داستان رقم کی گئی جس کو لکھتے ہوئے آج بھی قلم کانپ اٹھتا ہے۔

حضرت خدیجہؓ سے آپ ﷺ کی اولاد بھی پیدا ہوئی۔ دو صاحبزادے قاسمؓ اور عبداللہؓ اور چار صاحبزادیاں زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمۃ الزہراؓ۔

حضور اقدس ﷺ کی ازواج میں سے حضرت خدیجہؓ کا مقام بعض باتوں کی وجہ سے سب سے بلند ہے۔ مثلاً حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ صاحبزادہ ابراہیمؓ کے سوا ساری اولاد انہی سے پیدا ہوئی۔

شادی کو دس سال کا عرصہ ہو چکا تھا رمضان کی گیارہویں تاریخ تھی کہ 64 سال 6 ماہ کی ضعیفہ، نبی آخر الزمان ﷺ کی ہمدرد وغمگسار، اپنی جان اور اپنے مال کو اسلام پر لٹا دینے والی ”ہماری اس ماں“ نے ہمیشہ ہمیشہ کیلیے آنکھیں بند کر لیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

رفیقۂ حیات کی جدائی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت رنجیدہ ہوئے آپ ﷺ کو حضرت خدیجہؓ سے بے انتہاء محبت تھی۔ جب کبھی آپ ﷺ کے گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بڑے اہتمام سے اس کا گوشت بھجواتے۔ آپؓ کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو بہت یاد کرتے تھے اور آنسو کے قطرے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر موتیوں کی طرح گرتے ہوئے نظر آتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ کے فضائل کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ings\Rizwan\Desktop\mukabialaaaaaaaaaaaaaaaaaa
not found.

ettings\Rizwan\Desktop\muqabila2222222222222222
not found.

-1 حضرت سیدہ فاطمہ ؓ کا نکاح کس سن ہجری میں ہوا؟

-2 شہداء بدر میں سے پانچ شہداء کے نام بتائیں؟

-3 عیسائیت میں عقیدہ تثلیث کی بنیاد کس شخص نے رکھی؟

-4 انبیاء علیہم السلام میں سے سب سے لمبی عمر کس نبی نے پائی؟

-5 جواب شکوہ کا آخری شعر کون سا ہے؟

-6 قرآن پاک کا اردو زبان میں ترجمہ سب سے پہلے کس نے کیا؟ اور ترجمہ کس نام سے مشہور ہے؟

-7 دریا آمو کس ملک میں واقع ہے؟

-8 سورج کا زمین سے کتنا فاصلہ ہے؟

-9 ان چار باٹوں کے اوزان بتلائیں جن کی مدد سے ایک کلو سے لیکر چالیس کلو تک کی کسی بھی چیز کو تولا جا سکتا ہے۔

-10 بسکٹ تو آپ روزانہ کھاتی ہوں گی بتایئے یہ کس زبان کا لفظ ہے؟

انعام کے لیے تمام سوالات کے یا اکثر کے صحیح جوابات دینا ضروری ہیں۔

جواب دینے کے لیے درج ذیل امور کا خاص خیال رکھیں۔

-1 جواب خوب سوچ سمجھ کر دیں۔

-2 جواب مستند اور باحوالہ ہو۔

-3 جواب میں آپ اپنے ٹیچر اور افراد خانہ سے بھی مدد لے سکتی ہیں۔

-4 جوابی لفافے پر اپنا نام اور مکمل پتہ واضح لکھیں۔

ان سوالات کے جوابات آپ ماہنامہ بنات اہلسنت کے ای میل پر بھی دی سکتی ہیں۔

islahunnisa@gmail.com

☆☆☆

زندگی اور موت کی کشمکش......مختلف لوگوں کی نظر میں

☆زندگی کمپیوٹر کی وہ فائل ہے جو ایک نا ایک دن ضرور ڈیلیٹ ہوجائے گی۔ (کمپیوٹر آپریٹر)

☆زندگی کا کھلاڑی ایک نا ایک دن ضرور عزرائیل کے ہاتھوں کلین بولڈ ہوگا۔ (کرکٹ پلیئر)

☆زندگی وہ فون لائن ہے جو ایک نا ایک دن ضرور کٹ جائے گی۔ (ٹیلی فون آپریٹر)

☆زندگی وہ بال ہیں جنہیں موت کا استرا ایک نا ایک دن ضرور کاٹ دے گا۔ (ہیئر ڈریسر)

☆زندگی وہ کرنٹ ہے جس کا فیوز ایک نہ ایک ضرور اڑ جائے گا۔ (الیکٹریشن)

☆زندگی وہ جوتا ہے جو ایک نا ایک دن ضرور پھٹ جائے گا۔ (شومیکر)

☆زندگی وہ موٹر ہے جو کسی وقت بھی جل سکتی ہے۔ (مکینیکل انجینئر)

☆زندگی وہ ٹیسٹ میچ ہے جو ایک نا ایک دن ختم ہوجائے گا۔ (کوچ)

☆زندگی کرکٹ کی وہ اننگ ہے جسے موت کی گیند کسی بھی وقت ختم کرسکتی ہے۔ (بیٹسمین)

☆زندگی وہ کبوتر ہے جسے موت کی بلی کسی بھی وقت جھپٹ لے گی۔ (کبوتر باز)

☆زندگی وہ گاڑی ہے جس کا چالان موت کا انسپکٹر ضرور کرے گا۔ (ڈرائیور)

☆زندگی وہ پتہ ہے جسے موت کی آندھی اڑا لے جائے گی۔ (مالی)

شائستہ جبین، جہلم

آپ پریشان ہوگئی ہوں گی کہ یہ مضمون یہاں کیسے لکھ دیا گیا اس کو تو ''ہمارا کچن'' والے سلسلہ میں ہونا چاہیے تھا اس کا جواب آپ کو مضمون پڑھ کر ہی مل سکتا ہے۔

وہ دیکھیں! درباریوں کی قطار لگی ہوئی ہے، وزیر مشیر اپنی اپنی نشست گاہوں پر براجمان ہیں، شاہی محل کے دربان چوکس کھڑے ہوئے ہیں، بادشاہ سلامت تخت پر جلوہ افروز ہیں، ساتھ کھڑی کنیزیں مور پنکھ جھل رہی ہیں، مجلس گرم ہے کہ عجیب وغریب سی شکل والا، بکھرے بالوں والا، منہ پر گردوغبار، پاؤں مٹی میں اٹے ہوئے اور تن کے کپڑے پھٹے ہوئے، آداب شاہی سے واقف نہ مزاج شاہی کا خیال ایک دیہاتی بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوجاتا ہے ''تو اس ملک کا بادشاہ ہے روزانہ سیکڑوں افراد میں لنگر تقسیم کرتا ہے لوگوں کو وظیفے اور تنخواہیں دیتا ہے میں تیرے لیے اپنی زمین سے ایک ''کدو'' لایا ہوں لیکن میرے سامنے شاہی طباخ کو لاؤ میں اس کو اس کدو کے بارے میں کچھ بتلانا چاہتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگیا۔

دربار میں موجود افراد اس کا منہ تکنے لگے۔ بادشاہ کی نظر پرواز کرتے کرتے ایک وزیر پر آ کر رک گئی بادشاہ نے اس سے کہا کہ تم اس دیہاتی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وزیر بولا کوئی پاگل ہے، مجنون لگتا ہے۔ اس کو یہ علم بھی نہیں کہ بھلا بادشاہ کو ایک ''کدو'' کی کیا ضرورت ہے؟؟؟ بادشاہ مسکرایا اور باورچی کو بلانے کا اشارہ کیا۔ بادشاہ کے حکم سے شاہی طباخ کو بلایا گیا۔ وہ حاضر ہوا تو بادشاہ نے دیہاتی سے کہا کہ یہ شاہی طباخ تمہارے سامنے ہے اب کہو! کیا کہنا ہے؟ دیہاتی بولا: اس کدو کو تم نے اس طرح کاٹنا ہے کہ اس کے بیج ضائع نہ ہوں۔ میں آئندہ سال آ کر تم سے

بیج لے لوں گا تا کہ آئندہ فصل کے لیے میں ان کو بو سکوں۔'' باورچی نے ایک لمحے کیلیے کچھ سوچا اور پھر ''ہاں ٹھیک ہے'' کہہ کر سر ہلا دیا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ آنے والے مہمان کو شاہی مطبخ میں سے کھانا کھلایا جائے! دیہاتی کے سامنے کھانا رکھا گیا، زندگی میں پہلی بار اس نے ایسا کھانا دیکھا تھا۔ چند لمحوں میں سارا کھانا چٹ کر گیا۔

بادشاہ نے اپنے وزراء سے رائے لی کہ اس کو کیا انعام دیا جائے؟ ایک سمجھدار مشیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت! انعام دینے میں جلدی نہ کریں پہلے اس کو آزمالیں، ممکن ہے کہ یہ کوئی بہروپیا ہو۔ بادشاہ نے دیہاتی کو بلایا اور اس سے کہا ''ہمیں تمہارا تحفہ پسند آیا ہے بتاؤ ہم تمہیں اس کے عوض کیا انعام دیں؟''

دیہاتی بولا: بادشاہ سلامت! آپ نے میرا تحفہ قبول کر لیا، میں بہت خوش ہوں۔ آئندہ سال میرے بیج مجھے واپس مل جائیں، بس یہی میرا انعام ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ شاہی اصطبل میں سے ایک عمدہ گھوڑا اس کو انعام میں دے دیا جائے۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر خوشی خوشی گھر کو لوٹا۔ سارے علاقے میں شہرت ہوگئی کہ بادشاہ نے کدو کے بدلے میں اسے ایک گھوڑا انعام میں دیا ہے۔ یہ سن کر بہت سے لوگوں کے منہ سے رال بہنے لگی اور انہوں نے منصوبے بنانا شروع کیے کہ کسی طریقے سے وہ بھی انعام حاصل کر سکیں۔ اس علاقے کے ایک بڑے زمیندار نے ایک مریل گھوڑا ساتھ لیا اور دل ہی دل میں خیالی پلاؤ پکاتے ہوئے بادشاہ کے محل کا رخ کیا۔

جب اسے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو کہنے لگا کہ بادشاہ سلامت! میں نے سنا ہے کہ ہمارا دشمن ہم پر حملے کی تیاری کر رہا ہے، اور آپ کی بہادر سپاہ دشمن کی فوج کے ساتھ مقابلے کے لیے گھوڑوں کی تلاش میں ہے، اس لیے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کی خدمت میں اپنا گھوڑا پیش کروں۔ بادشاہ سلامت! یہ میری طرف سے ہدیہ ہے اس کو قبول فرمالیں۔ بادشاہ نے حکم دیا

کہ اس کے گھوڑے کو شاہی اصطبل میں باندھ دیا جائے۔ کچھ دیر بعد بادشاہ نے اپنے مشیروں سے پوچھا ''اس کو کیا انعام دینا چاہیے؟ یہ ملک اور قوم کا ہمدرد لگتا ہے۔''

مشیروں نے کہا: بادشاہ سلامت واقعی یہ ملک وقوم کا خیر خواہ ہے اس کو خوب انعامات سے نوازا جانا چاہیے۔

بادشاہ مسکرایا ''نہیں پہلے اسے آزمالینا چاہیے۔''

زمیندار کو بلا کر بادشاہ نے کہا ہم تمہارے ہدیے سے بہت خوش ہوئے ہیں اور اب تمہیں انعام دینا چاہتے ہیں۔ بتاؤ کیا لو گے؟

زمیندار دل ہی دل میں خوش ہونے لگا کہ اب تو قسمت کے دن کھل گئے۔ فوراً بول اٹھا: بادشاہ سلامت! آپ کے ہاں جو سب سے قیمتی چیز ہو مجھے عنایت کر دیں۔

بادشاہ کو اس کی چالاکی کا علم ہو گیا کہ یہ شخص ملک اور قوم کا ہمدرد نہیں بلکہ لالچی ہے۔ اس نے شاہی باورچی کو بلایا اور کہا کہ کچھ عرصہ پہلے جو ایک دیہاتی ہمارے لیے کدو لایا تھا اور اس نے کہا تھا کہ اس کے بیج سنبھال کر رکھنا وہ کہاں ہیں؟ باورچی بولا حضور! وہ میرے پاس محفوظ ہیں

بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ بیج اس شخص کو دے دیے جائیں کیونکہ میرے دربار میں اس وقت ان سے زیادہ قیمتی چیز کوئی نہیں ہے۔

باورچی نے وہ بیج اس شخص کے ہاتھ پر رکھے اور اسے روانہ کر دیا۔ اب اسے معلوم ہوا کہ اخلاص اور طمع میں کیا فرق ہے۔

اخلاص کے ساتھ دی جانے والی چیز اگرچہ قیمتی نہ بھی ہو پھر بھی اس کی قدر کی جاتی ہے اور پھر جب ایک عام سا بادشاہ اس چیز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو ''احکم الحاکمین'' کے دربار میں اخلاص کے ساتھ کیے جانے والے عمل کا مرتبہ کیا ہوگا؟؟؟ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ جو کام بھی کریں اگرچہ دیکھنے میں تھوڑا ہو لیکن ہو اخلاص کے ساتھ۔ یاد رکھیں اگر ہمارا عمل اخلاص کے ساتھ ہوگا تو ضرور قبول ہوگا ورنہ اس لالچی شخص کی طرح ناکامی مقدر بن جائے گی۔

سوال:

عام طور پر ہمارے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ اگر نمک پیروں کے نیچے آ جائے تو قیامت کے دن پلکوں سے اٹھانا پڑے گا۔ کیا واقعتاً ایسا ہے؟ (شاہدہ، لاہور)

جواب:

بہن! نمک خدا کا رزق ہے اس کا احترام بہت ضروری ہے جہاں تک ہو سکے اس کی بے ادبی نہ ہو۔ نمک، مرچ و مسالہ وغیرہ کی حفاظت کے لیے چھوٹے چھوٹے ڈبے عام طور پر گھروں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ ہاں! اگر کبھی نمک، مرچ مسالہ وغیرہ ہاتھ سے چھوٹ بھی جائے اور زمین پر گر جائے تو اس کی وہ سزا نہیں ہے جو آپ کے ہاں مشہور ہے کہ قیامت کے دن پلکوں سے اٹھانا پڑے گا۔ (واللہ اعلم)

سوال:

مولانا صاحب! عام طور پر جب عورتیں مائیں بن جاتی ہیں تو اپنے بچوں کو خاموش کرانے کے لیے جھوٹ موٹ کے ڈراوے دھمکاوے دیتی ہیں۔ کبھی کہتی ہیں کہ کتا آ رہا ہے، کبھی کہتی ہیں کہ کالی بلی آ رہی ہے وغیرہ وغیرہ کیا یہ بھی جھوٹ میں شامل ہے اور کیا یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط ہے؟ برائے کرم تفصیلاً جواب دیں۔ (فاطمہ، جھنگ)

جواب:

آپ نے سوال پوچھ کر بہت اچھا کیا واقعتاً ہمارے گھرانوں میں یہ بات چل نکلی ہے

کہ بچہ جب بھوک، پیاس کی وجہ سے روتا ہے تو بڑی عمر کی عورتیں اور بچے کی والدہ وغیرہ اس کو خاموش کرانے کے لیے جھوٹ موٹ کے الفاظ کہہ کر چپ کرانے کی کوشش کرتی ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں یہ طریقہ ممنوع اور حرام ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ایک حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ جو لوگ بچوں کو خاموش کرانے کے لیے مذاقاً جھوٹ میں کسی چیز کے دینے یا کسی چیز کے ڈرانے جیسے الفاظ کہتے ہیں یہ حرام ہے اور جھوٹ میں شامل ہے۔ یہ تو دینی پہلو ہے، اس کے علاوہ بھی ماؤں کو اس سے بچنا چاہیے کیونکہ اطباء کہتے ہیں کہ ان باتوں سے بچے کے دل پر خوف سوار ہو جاتا ہے۔ مزید یہ کہ بچے دلی طور پر کمزور ہو جاتے ہیں اور ان میں بزدلی آ جاتی ہے، شجاعت اور جوانمردی ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بچوں کو خاموش کرانے کے لیے اللہ ھو اللہ ھو کی لوری دیں۔ بچہ بھی چپ ہو جائے گا اور اللہ کا نام لینے سے ثواب بھی ملے گا۔ (واللہ اعلم)

سوال:

عورت مرد سے ہاتھ ملا سکتی ہے؟ میری ایک بہن جو عالمہ کورس کر رہی ہے اس نے مجھ سے کہا ہے کہ عورت مرد سے ہاتھ نہیں ملا سکتی۔ (کنول، فیروز وٹواں)

جواب:

محترمہ! آپ کے سوال کا جواب تفصیل طلب ہے جن سے عورت ہاتھ ملا رہی ہے مصافحہ کر رہی ہے اگر وہ اس عورت کے محرم ہیں تو پھر حرج نہیں۔ اور اگر غیر محرم ہیں تو مصافحہ کرنا ہاتھ ملانا جائز نہیں۔ ایک عورت نے آپ ﷺ کی طرف مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس پر آپ نے فرمایا "انی لا اصافح النساء" میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ حدیث پاک سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ نامحرم مردوں سے عورت کا ہاتھ ملانا جائز نہیں ہے۔ آپ کو اپنی بہن پر اعتماد کرنا چاہیے۔ ایک اور بات کہ مرد حضرات جب گھر میں آتے ہیں تو تمام گھر والوں سے مصافحہ کرتے ہیں لیکن اپنی اہلیہ کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتے یہ غلط بات ہے اپنی اہلیہ سے بھی مصافحہ کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

خواب:

میں ساہیوال میں رہتی ہوں اور میٹرک کی طالبہ ہوں۔ میں نے یہ خواب کئی مرتبہ دیکھا ہے اور اس کی وجہ سے بہت پریشان رہتی ہوں۔ میں نے اپنی بہت سی سہیلیوں کو بھی یہ خواب سنایا لیکن کسی کے جواب سے بھی تسلی نہیں ہوئی۔ خواب کچھ یوں ہے کہ میں ایک پرانے سے ٹینک پر سوار ہوں اور اس کو بڑی تیزی سے چلا رہی ہوں۔ راستے میں میری امی کھڑی ہیں اور مجھے رکنے کا اشارہ کرتی ہیں مگر میں ان کی بات نہیں مانتی۔

پھر منظر بدلتا ہے اور تھوڑا آگے جا کر کچھ گھر نظر آتے ہیں ان گھروں کے پاس عورتیں، بچے اور کچھ مرد کھڑے ہوئے ہیں۔ میں ان پر ٹینک سے گولے برسانا شروع کر دیتی ہوں مگر وہ لوگ بالکل خوف زدہ نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں یہ خواب مجھے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ کئی مرتبہ نظر آیا ہے۔ برائے کرم اس کی تعبیر بتلائیں۔

(بنت اشرف، ساہیوال)

تعبیر:

محترمہ! اپنے خواب کی تعبیر سے پہلے یہ جان لیں کہ ہر کس و ناکس کو اپنا خواب سنا کر تعبیر معلوم کرنا درست نہیں آئندہ اپنی سہیلیوں سے خواب کی تعبیر دریافت کرنے سے احتراز فرمائیں۔ آپ کے خواب سے دو چیزوں کا اشارہ ملتا ہے اول تو یہ کہ آپ والدین کی کما حقہ

اطاعت نہیں کرتیں۔ اور دوسرے یہ کہ آپ غیبت سے اجتناب نہیں کرتیں۔ یہ خواب آپ کے لیے تنبیہ ہے کہ اس عمل سے اجتناب برتیں۔

خواب:

میری ایک بیٹی ہے جس کا نام فاطمہ ہے اور اس کی عمر ابھی صرف چار سال ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اس کو زمین پر لٹا کر ذبح کرنے کی کوشش کر رہا ہوں پھر اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ مولانا صاحب میں نے جب سے یہ خواب دیکھا ہے بہت پریشان رہتا ہوں آپ سے درخواست ہے کہ اس کی تعبیر بذریعہ ای میل بتا دیں۔

(رضوان، شارجہ)

تعبیر:

ماشاءاللہ بہت مبارک خواب ہے اللہ تعالیٰ آپ کی بیٹی سے اپنے دین کی خدمت کا خوب کام لیں گے اور ان شاءاللہ آپ کی نسل میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین اسلام کے لیے بڑے بڑے کام کریں گے۔ اپنی بیٹی کی دینی تربیت اور اچھی تعلیم کا بہت اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بچی کی حفاظت فرمائیں۔

خواب:

بھائی جان! میرے خاوند ایک دفتر میں ملازمت کرتے ہیں۔ میں نے خواب میں کئی مرتبہ ان کو بطور کمیشن ایجنٹ لوگوں سے ڈیلنگ کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کی کیا تعبیر ہے؟ کیا وہ ملازمت چھوڑ کر یہ کام شروع کر لیں؟

(مریم عمران، فیصل آباد)

تعبیر:

آپ کے خاوند جو ملازمت کر رہے ہیں وہی کرتے رہیں۔ اس خواب میں اس بات

کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے شوہر کو لوگوں کی نیکی کے راستے کی طرف بلانا چاہیے اور اس کا بہترین طریقہ جماعت کے ساتھ وقت لگانا ہے۔ دفتری اوقات اور گھر والوں کے حقوق کی رعایت رکھتے ہوئے جتنا ممکن ہو لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینی چاہیے۔

ہدایات :

تعبیر معلوم کرنے کے لیے خواب بھیجنے سے قبل درج ذیل باتوں کا اہتمام فرمائیں۔ علم تعبیر میں ان کا بہت دخل ہوتا ہے۔

1- خواب ہمیشہ سچا ہی بیان کریں جھوٹے اور من گھڑت خواب روانہ نہ کریں۔

2- اپنا پورا نام بمعہ ولدیت تحریر کریں۔ اگر نام کی اشاعت مقصود نہ ہو تو ساتھ اس بات کی وضاحت بھی کر دیں۔

3- علاقے کا نام بھی ضرور لکھیں۔

4- خواب کب دیکھا؟ موسم اور وقت کی وضاحت ضرور کریں، گرمی، سردی، بہار، خزاں اور دن یا رات کی صراحت بھی فرمائیں۔ اگر یاد ہو تو یہ بھی لکھ دیں کہ خواب رات کے کس حصہ میں دیکھا تھا۔

5- اپنی مصروفیت (پیشہ، تعلیم وغیرہ) کی وضاحت کر دیں۔

یاد رکھیے! یہ تفصیلات اور دیگر ذاتی معلومات شائع نہیں کی جائیں گی۔

Settings\Rizwan\Desktop\26.tif not found.

علامہ اقبال نے مسولینی سے ملاقات کی۔ گفتگو کے دوران علامہ اقبال نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پالیسی کا ذکر کیا کہ شہر کی آبادی میں غیر ضروری اضافے کے بجائے دوسرے شہر آباد کیے جائیں۔ مسولینی یہ سن کر مارے خوشی کے اچھل پڑا۔ کہنے لگا ''شہری آبادی کی منصوبہ بندی کا اس سے بہتر حل دنیا میں موجود نہیں ہے۔''

آج سے چودہ سو سال پہلے مکہ کے اس دریتیم نے حکم دیا تھا کہ مدینہ کی گلیاں کشادہ رکھو گلیوں کو گھروں کی وجہ سے تنگ نہ کرو۔ ہر گلی اتنی کشادہ ہو کہ دو لدے ہوئے اونٹ آسانی سے گزر سکیں۔ آج دنیا 14 سو سال بعد اس حکم پر عمل کر رہی ہے۔ شہروں میں تنگ گلیوں کو کشادہ کیا جا رہا ہے۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مدینہ کے بالکل درمیان میں مرکزی مارکیٹ قائم کی جائے۔ اسے ''سوق مدینہ'' کا نام دیا گیا آج کی تہذیب یافتہ دنیا کہتی ہے جس شہر کے درمیان مارکیٹ نہ ہو وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ نبی امی نے کہا تھا ''یہ تمہاری مارکیٹ ہے اس میں ٹیکس نہ لگاؤ'' آج دنیا اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مارکیٹ کو ٹیکس فری ہونا چاہئے۔ دنیا بھر میں ڈیوٹی فری مارکیٹ کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذخیرہ اندوزی سے منع کیا۔ آج دنیا اس حکم پر عمل کرتی تو خوراک کا عالمی بحران کبھی پیدا نہ ہوتا۔ آپ نے فرمایا تھا سود اور سٹے سے نفع نہیں نقصان ہوتا ہے، آج عالمی مالیاتی بحران نے اس کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ کل کے ارب پتی آج کشکول گدائی

لیے پھر رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو منع کیا کہ درختوں کو نہ کاٹو۔ کوئی علاقہ فتح ہو تو بھی درختوں کو آگ نہ لگاؤ۔ آج ماحولیاتی آلودگی دنیا کا دوسرا بڑا مسئلہ ہے۔ عالمی درجہ حرارت بڑھ رہا ہے۔ گلیشئرز پگھل رہے ہیں گرمی بڑھ رہی ہے یہ سب کچھ درختوں اور جنگلات کی کمی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ایک شخص نے مدینہ کے بازار میں بھٹی لگالی۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا تم بازار کو بند کرنا چاہتے ہو؟ شہر سے باہر چلے جاؤ۔ آج دنیا بھر میں انڈسٹریل علاقے شہروں سے باہر قائم کیے جا رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے باہر ''محی النقیع'' نامی سیر گاہ بنوائی۔ وہاں پیڑ پودے اس قدر لگوائے کہ وہ تفریح گاہ بن گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی وہاں آرام کے لیے تشریف لے جاتے۔ آج صدیوں بعد ترقی یافتہ شہروں میں پارک قائم کیے جا رہے ہیں۔ شہریوں کی تفریح کے لیے ایسی تفریح گاہوں کو ضروری سمجھا جا رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے مختلف قبائل کو جمع کر کے ''میثاقِ مدینہ'' تیار کیا۔ 52 دفعات پر مشتمل یہ معاہدہ دراصل مدینہ کی شہری حکومت کا دستور العمل تھا۔ اس معاہدے نے جہاں شہر کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ وہیں خانہ جنگیوں کو ختم کر کے مضبوط قوم بنا دیا۔ آج پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ یہی خانہ جنگی ہے۔ مختلف شہر اور صوبے اس آگ میں جل رہے ہیں اس آگ کو بجھانے کے لیے معاہدے ہوں گے۔

مدینہ میں مسجد نبوی کے صحن میں ہسپتال بنایا گیا تاکہ مریضوں کو جلد اور مفت علاج مہیا ہو۔ آج ترقی یافتہ ممالک میں علاج حکومت کی ذمہ داری سمجھا جاتا ہے۔ ماہانہ چیک اپ مفت کیے جاتے ہیں۔ مسجد نبوی کو مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا۔ مدینہ بھر کی تمام گلیاں مسجد نبوی تک براہِ راست پہنچتی تھیں تاکہ کسی حاجت مند کو پہنچنے میں دشواری نہ ہو۔ آج ریاست کے سربراہ اعلیٰ کی رہائش گاہ میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔

آپ اس نبی امی کی سیرت دیکھیں اور دنیا میں نام کمانے والے حکمرانوں کی زندگیوں

کا مطالعہ کریں آپ کو محسوس ہوگا چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ دنیا میں غلغلہ ہے مارٹن لوتھر کی انقلابی جدوجہد کا۔ غریبوں، مظلوموں اور امریکا کے سیاہ فام باشندوں کو اس نے جینے کا شعور دیا۔ اس نے کالے انسانوں کی غلامی ختم ہونے کا خواب دیکھا اور پھر اس خواب کو پورا کر دکھایا لیکن آگے بڑھنے سے پہلے آیئے عرب کی سرزمین پر جنم لینے والے اس آمنہ کے لعل کی سیرت کو دیکھیں۔ اس نے جاہل، خونخوار اور وحشی قوم کو تہذیب، اخلاق اور تابندہ روایات کا درس دیا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے سے لوگ چند سالوں میں قیصر و کسریٰ کے حکمران بن گئے۔ دنیا کی وہ ترقی یافتہ حکومتیں ان کے زیرِ نگیں آ گئیں۔ کل کے غلام چند سالوں میں ہی حکمران بن بیٹھے۔

لوگ متاثر ہیں نیلسن منڈیلا کی طویل اور صبر آزما جدوجہد سے وہ اپنی قوم کا نجات دہندہ سمجھا جاتا ہے۔ جیل کی سلاخوں کے پیچھے برسوں گزارنے کے باوجود وہ ایک قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ اس کے سامنے ڈالروں کے ڈھیر لگا دیئے گئے مگر وہ اس کے موقف میں لچک نہ آئی۔ آیئے! ہم کچھ دیر کو عرب کی سرزمین پر چلتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعب ابی طالب میں قید کر دیا گیا۔ کھانا بند کر دیا گیا۔ اپنوں سے دور کر دیا گیا۔ پتے اور پتھر چبانے پر مجبور کیا گیا۔ عربوں کی ساری دولت قدموں میں ڈھیر کرنے کا لالچ دیا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لمحے کو بھی ان پیش کشوں پر غور نہیں کیا۔

آج لینن اور کارل مارکس کی معاشی حکمت عملیوں کا چرچا ہے۔ شہرہ ہے ان کی غریب نوازی کا مگر یہ ''غریب نواز'' خود تو محلوں میں رہائش پذیر رہے۔ آیئے! عرب کے اس بادہ نشین کا حال دیکھیے جسے سونے کے پہاڑ پیش کیے گئے مگر اس نے کہا میں تو ایک دن کھانا کھا کر شکر اور دوسرے دن بھوکا رہ کر صبر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کچے مکان اور جھونپڑے میں سویا، اس کا بستر کھجور کی چھال سے بنا ہوا تھا۔

آفاقہا گردیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

خداوند قدوس جل مجدہ نے آقائے نامدار سرکار دوعالم ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر جن مقاصد عالیہ کے تحت مبعوث فرمایا ان مقاصد میں سے اہم مقصد ۹ تزکیہ نفوس ہے یعنی انسانوں کو اچھے اخلاق اختیار کرنے اور برے اخلاق سے دور رہنے کی تلقین وتربیت۔ بہترین مہذب اور بااخلاق انسانوں پر مشتمل معاشرے کی تشکیل کا کام اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام بھی اپنے اپنے زمانے میں انجام دیتے رہے مگر جناب محمد ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہی اس کام کی تکمیل ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے اسوہ وکردار سے صحابہؓ کی وہ تربیت فرمائی کہ وہ اقوام عالم کے ہادی بن گئے۔ اخلاقی تربیت کے ضمن میں آپ نے فرمایا ''**انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**''، یعنی میں اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچانے کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

ایک مسلمان کے لیے اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہونا کتنا ضروری ہے، اس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ارشاد مبارک میں یوں واضح فرمایا ''سب سے کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔'' اسلام میں پسندیدہ اخلاق کی ایک طویل فہرست ہے جس میں صبر وشکر، صدق وامانت، خوش کلامی ونرم مزاجی، انس ومحبت زہد وقناعت، توکل ورضا ایثار وقربانی تواضع وخاکساری، احسان وسخاوت رحم دلی وغیرہ ایسے اخلاق فاضلہ شامل ہیں۔ مگر ان میں شرم وحیا کی خصلت بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ایمان وحیاء کے درمیان بڑا گہرا تعلق بیان فرمایا ہے۔

ارشاد گرامی ہے ''حیاء اور ایمان ہمیشہ ایک ساتھ رہتے ہیں جب ان میں سے ایک

اٹھایا گیا تو دوسرا بھی اٹھالیا گیا۔''

یعنی حیاء اور ایمان میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ نے حیاء کو ایمان کا بڑا شعبہ قرار دیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ ہر دین کی ایک خاص عادت ہوتی ہے اور اسلام کی عادت حیاء ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک صحابی کسی شخص سے اپنا دیا ہوا قرض واپس مانگنے سے شرمارہے تھے کہ کسی نے کہا: اپنے حق کے لیے شرم مت کرو۔ اس پر جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو (کہ اگر یہ بوجہ حیاء مطالبہ نہیں کر رہا تو اچھی بات ہے) کیونکہ حیاء تو ایمان کا حصہ ہے۔

یہاں یہ بھی ذہن میں رہے کہ جیسے بندوں سے حیاء ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالی سے حیاء کرنا لازمی اور ضروری ہے اور اس کے لیے زبانی جمع خرچ اور خالی دعوے کافی نہیں بلکہ خواہشات نفسانیہ کو اس مالک کی رضا کے تابع کرنا ہوگا اور اپنے جسم وروح کو اطاعت خداوندی کے رنگ میں رنگ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا ہوگا کیونکہ یہی حقیقی حیاء اور بندگی کا تقاضا ہے۔

کیوں دلاور پتر !

ابا جی مجھے مارتے تھے تو اماں بچا لیتی تھی ایک دن میں نے سوچا کہ اگر امی پٹائی کریں گی تو ابا جی کیا کریں گے؟ یہ دیکھنے کے لئے میں نے امی کا کہنا نہ مانا، انہوں نے کہا کہ بازار سے دہی لا دو میں نہ لایا۔ انہوں نے سالن کم دیا میں نے زیادہ پر اصرار کیا انہوں نے کہا پیڑھی کے اوپر بیٹھ کر روٹی کھاؤ میں زمین پر دری بچھا کر بیٹھ گیا۔ کپڑے میلے کر لیے میرا لہجہ بھی گستاخانہ تھا مجھے پوری توقع تھی کہ امی ضرور ماریں گی مگر انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر کہا ''کیوں دلاور پتر! ماں صدقے بیمار تے نئیں'' اس وقت میرے آنسو تھے کہ رکتے ہی نہ تھے۔

مرزا ادیب کی کتاب ''مٹی کا دیا'' سے اقتباس

Settings\Rizwan\Desktop\KITCHAN.tif not found.

سرونگ: پانچ سے چھ افراد کے لیے

اجزاء

کنڈینس ملک	ایک ڈبہ
حلیب کریم	دو پیکٹ
میری بسکٹ	ایک ڈبہ
سیب	ایک عدد
انگور/پائن ایپل	ایک پیالی

ترکیب:

پہلے بسکٹ لے کر اس کو گرائنڈر میں باریک پیس لیں اور شیشے کی ڈش میں تہہ لگا دیں۔ اب اس کے اوپر سیب، انگور/پائن ایپل کو پھیلا دیں۔ پھر ایک الگ برتن میں کنڈینس ملک اور کریم کو اچھے طریقے سے مکس کر لیں اور اس آمیزے کو بسکٹ والی ڈش کے اوپر پھیلا دیں اس کے اوپر سیب یا پائن ایپل سے تھوڑا سجا دیں اور کچھ دیر کے لیے فریزر میں رکھ لیں مزیدار کریم بسکٹ تیار ہے۔

Settings\Rizwan\Desktop\15.tif not found.

موت ایک تلخ حقیقت ہے ہر وہ شخص جو ماں کے پیٹ سے آیا ہے اس کو زمین کے پیٹ میں ضرور جانا ہے اس کے باوجود بھی انسان موت سے ڈرتا اور اس سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس دارِ فانی سے جب کوچ کرتے ہیں تو اپنے پیچھے والوں کے لیے ایک مثال بن جاتے ہیں اور بعض بد بخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے بعد والے لوگوں کے لیے عبرت بن جاتے ہیں۔ یہی فرق ہے ''مثال'' اور ''عبرت'' میں کہ برے لوگوں سے عبرت حاصل کی جاتی ہے جبکہ اچھے لوگوں کی مثالیں سامنے رکھ کر ان سے سبق حاصل کیا جاتا ہے۔ ایک ایسا ہی سبق آموز واقعہ آپ کے سامنے ہے کہ جو ہمیں اپنی زندگیاں تبدیل کرنے پر اکسا رہا ہے۔ یہ واقعہ آج سے کچھ عرصہ قبل سعودی عرب کے شہر ریاض میں پیش آیا۔ واقعہ کیا تھا؟ کس کے ساتھ پیش آیا؟ کیسے پیش آیا؟ ان سب کو جاننے کے لیے ہم بھائی محمد سوید کے پاس چلتے ہیں اور انہی کی زبانی یہ واقعہ سنتے ہیں۔

میرا نام محمد سوید ہے اور ''ریاض'' کے محلّہ ''شارع فوزان'' میں رہائش پذیر ہوں۔ میری والدہ محترمہ بہت پارسا اور پاکباز خاتون تھیں میں نے ساری زندگی ان کی زبان سے غیبت یا گالی نہیں سنی۔ نماز کی بہت پابند تھیں اور رات کا اکثر حصہ مصلیٰ پر گزارتی تھیں۔ اپنے ملنے جلنے والوں کو بھی نماز کی تاکید کرتی رہتی تھیں۔

والدہ محترمہ کی عمر تقریباً 80 برس تھی اور کچھ عرصہ سے کافی علیل تھیں بیماری کے باوجود ان کے دینی معمولات خصوصاً نماز میں کوئی خلل نہیں پڑا۔ پہلے کی طرح تہجد کے لیے اٹھتیں اور

سردی کے موسم میں بھی خوب اچھے طریقے سے وضو کرتیں اور نماز ادا کرنے کے لیے کھڑی ہو جاتیں۔ والدہ محترمہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ نماز کے دوران سب سے زیادہ لطف سجدے میں آتا ہے، جب میں اپنی پیشانی اپنے مالک کے سامنے رکھ کر اسے پکارتی ہوں تو دل کی جو کیفیت ہوتی ہے اور جو سکون ملتا ہے میں اس کو بیان نہیں کر سکتی۔

ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو چکا تھا جمعہ کے دن کا سورج طلوع ہونے میں ابھی کافی سارا وقت باقی تھا والدہ محترمہ حسب سابق تہجد کے لیے اٹھیں، وضو کیا نماز تہجد ادا فرمائی اور مصلیٰ پر بیٹھ کر دو جہاں کے مالک سے راز و نیاز کی باتیں کرنے لگیں۔ جب سے والدہ محترمہ کی طبیعت ناساز رہنے لگی تھی، میرا معمول تھا کہ میں ان کے کمرے میں سوتا تھا تا کہ رات کو کسی بھی وقت انہیں کوئی ضرورت ہو تو فوراً ان کی خدمت کر سکوں۔

اس رات بھی میں ان کے کمرے میں ہی محوِ خواب تھا کہ والدہ کے بلانے پر میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ والدہ مصلے پر سجدہ کی حالت میں ہیں اور کہہ رہی ہیں بیٹا میری زبان کے سوا میرا باقی تمام بدن بے حس و حرکت ہو چکا ہے۔ میں نے بڑے آرام سے والدہ کو بازوؤں میں اٹھا کر بستر پر پہنچا دیا اور ان کو لٹانے کی کوشش کی مگر ان کا جسم تو گویا سجدہ کی حالت میں ہی منجمد ہو چکا تھا۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کو ہسپتال لے چلتا ہوں۔ والدہ فرمانے لگیں، نہیں بیٹا! ہسپتال لے جانے کے بجائے مجھے میری نماز کی جگہ پر واپس پہنچا دو۔

مگر میں ضد کر کے ان کو ہسپتال لے گیا اللہ کی قدرت دیکھیے کہ والدہ صاحبہ کا بدن بدستور سجدہ ہی کی شکل میں تھا اور مسلسل ان کی زبان سے ذکر کی آواز آ رہی تھی۔ ڈاکٹرز بھی ان کی اس کیفیت کی وجہ معلوم کرنے میں ناکام ہو چکے تھے۔ ادھر والدہ صاحبہ بار بار مجھ سے فرما رہی تھیں کہ بیٹا! مجھے واپس گھر لے چلو اور مجھے میری نماز کی جگہ پر پہنچا دو۔

میں چونکہ والدہ محترمہ کے شوقِ سجدہ سے اچھی طرح واقف تھا ان کی اس کیفیت اور ڈاکٹروں کی بے بسی نے میرے دل میں بڑی عجیب سی کیفیت پیدا کر رکھی تھی۔ میں نے والدہ

صاحبہ کو اٹھایا اور گھر آ کر انہیں ان کی جائے نماز پر اسی حالت میں لٹا دیا جس حالت میں وہ پہلے تھیں یعنی سجدہ ہی کی حالت میں۔

والدہ کی زبان سے زور زور سے اللہ اللہ کی صدائیں سنی جا رہی تھیں اور تھوڑی دیر کے بعد قرآن کریم کے الفاظ بھی زبان سے ادا ہو رہے تھے۔ عزیز رشتہ داروں کی بڑی تعداد جمع ہو چکی تھی اور سب کے سب اشکبار تھے۔ والدہ ہماری طرف متوجہ ہوئیں اور فرمانے لگیں اٹھو! اٹھو! سب لوگ وضو کر کے نماز ادا کرو۔ طلوع فجر میں چند منٹ باقی تھے کہ والدہ محترمہ نے تلاوت قرآن کرتے ہوئے آخری سانس لی اور سجدے کی حالت میں ہی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جا پہنچیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون .

والدہ کی وفات کے بعد ہم نے ان کے جسم کو سیدھا کرنے کی بہت کوشش کی مگر ان کا مبارک بدن اسی حالت میں رہا جس کے بارے میں وہ کہا کرتی تھیں کہ بیٹا سجدے میں بہت لطف آتا ہے۔ ان کو کروٹ کے بل لٹایا گیا تب بھی ان کے بازو اور ٹانگیں اسی حالت میں رہیں جس طرح سجدہ کی حالت میں ہوتی ہیں۔ والدہ محترمہ کے بدن کو اسی حالت میں غسل دیا گیا اور اسی حالت میں ان کو قبر میں دفن کیا گیا۔ دلوں کی دنیا کو بدل دینے والے اس واقعہ نے بہت سی بے نماز خواتین کو پکا نمازی بنا دیا اور کئی مرد حضرات نے جب یہ واقعہ سنا تو رو رو کر انہوں نے توبہ کی کہ ہم آئندہ اللہ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔

اتنی پیاری اور باکمال ماں کی ممتا جب مجھ سے بچھڑی تو مت پوچھیے کہ مجھے کس قدر صدمہ پہنچا۔ اس بات کو صرف وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو اپنے والدین کو قبر کی دہلیز تک چھوڑ کر آئے ہوں۔ اس کے باوجود مجھے ایک گونہ حوصلہ بھی ملتا ہے جب میں ان کی مبارک موت کو دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں سے کتنا عجیب معاملہ کرتے ہیں۔ سچ ہے کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے موت نے تو ہر حال آنا ہے لیکن میں اکثر کہہ اٹھتا ہوں کہ

''موت ہو تو ایسی ہو''

رزق میں برکت کے لیے:

رزق اور مال و دولت میں برکت کے لیے درج ذیل امور کا اہتمام کرنا چاہئے۔

1- ہمیشہ حلال اور پاک اشیاء استعمال کریں۔
2- حرام اور مشتبہ مال سے بالکل پرہیز کریں۔
3- کوشش کریں کہ ہر وقت باوضو رہیں اور نماز کی پابندی کریں، بے نمازی کے وظیفوں میں اثر نہیں ہوتا۔
4- صدقہ کا اہتمام کریں اور ہر وقت شکر ادا کرتی رہا کریں، شکر سے نعمت میں ترقی اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔
5- رزق میں فراخی اور مال و دولت میں برکت کے لیے درج ذیل وظیفہ نہایت مجرب اور مفید ہے۔

ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ اللہ تعالی کے مبارک نام ''یالطیف '' کا ورد کریں۔ اور بعد میں یہ آیت ایک مرتبہ پڑھیں۔

الله لطیف بعباده یرزق من یشآء وهو القوی العزیز o

نظرِ بد سے حفاظت:

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نظر صرف دشمن یا بدخواہ کی ہی نہیں لگتی افراد خانہ، قریبی عزیز، مخلص دوست یا سہیلی حتی کہ خود اپنی نظر بھی لگ جاتی ہے اس لیے جب بھی کوئی اچھی چیز دیکھیں تو **ما شآء الله لا قوة الا بالله** پڑھیں۔ اگر کسی کو نظر لگ جائے تو درج ذیل آیت تین مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور کسی بھی فوڈ کلر سے لکھیں اور دھو کر پلا دیں ان شاء اللہ شفاء ہو جائے گی آیت مبارکہ یہ ہے:

''**وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارهم لما سمعوا الذکر و یقولون انه لمجنون oوما هو الا ذکر للعٰلمین o**

مال و اسباب کا کھو جانا:

اگر کوئی چیز گم ہو جائے یا کہیں رکھ کر بھول جائیں تو سورۃ والضحیٰ کو سات مرتبہ پڑھ کر اس چیز کی واپسی کے لیے دعا کریں۔ جب **ووجدک ضالاً فهدیٰ** پر پہنچیں تو اس آیت کو تین مرتبہ پڑھیں۔

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے گمشدہ چیز واپس مل جائے گی اگر نہ ملی تو اللہ تعالی اس کا بہترین نعم البدل عطا فرمائیں گے۔

ہماری دلہن نے کیا بنایا ہے اپنے ہاتھوں سے؟

''سرتاج جو آپ کی فرمائش تھی، بھنا ہوا گوشت اور چلغوزے کا حلوہ''

''واہ بھئی! مان گئے''

☆☆☆

شادی کو سات دن ہی تو گزرے تھے کہ ماجد نے فرمائش کر دی ''کل تمہارے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھاؤں گا۔''

''جی ضرور'' عفت شرماتے ہوئے بولی۔ایک ہفتہ میں ہی اس نے اپنے خاوند کی ہر پسند وناپسند معلوم کر لی تھی۔عفت ان عورتوں میں سے تھی جو اس دنیا میں جنت کی حوروں کا روپ ہوتی ہیں۔خالص مشرقی بیوی،فرمانبرداری اور جاں نثاری کی مثال!

سپیدۂ سحر نمودار ہو چکا تھا چہچہاتے پرندے اپنے مقدر کا لکھا رزق تلاش کرنے نکل پڑے تھے۔عفت نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد سے کچن سے باہر نہیں نکلی تھی، ماجد حجلۂ عروسی میں پڑا سو رہا تھا۔گھر میں دونوں کے سوا اور تھا ہی کون ایک ملازم، دینو بابا جو عرصہ سے اسی گھر میں تھا،کل سے وہ بھی چھٹی پر تھا۔سورج طلوع ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ عفت نے کھانا تیار کر کے دسترخوان سجا دیا۔ماجد کی آنکھ پاؤں پر ہلکی سی گدگدی سے کھلی،عفت سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

''اٹھیے سرتاج! کھانا تیار ہے۔''

''کھانا؟ کیسا کھانا؟ دینو بابا تو کل چھٹی لے کر چلا گیا تھا۔'' ماجد حیران ہوتے ہوئے بولا

''میرے حضور! آپ کی باندی نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے''۔عفت شرما کر بولی''آپ ہی نے تو فرمائش کی تھی۔''''ارے ہاں! یاد آیا'' ماجد سر پر ہاتھ مارتے ہوئے چھلانگ لگا کر بستر سے باہر نکل آیا ''ارے واہ! کیا خوشبو ہے بس آئندہ سے دینو بابا کی چھٹی'' عفت نے سالن کے ڈونگے سے ڈھکن اٹھایا تو ماجد چہک اٹھا۔

عفت نے پلیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ پر ٹھک ٹھک کی آواز آئی ماجد کے دل میں نجانے کیا آیا کہ عفت سے کہنے لگا بیگم لاؤ سالن میں نکالتا ہوں تم دروازے پر دیکھو تو کون ہے؟

عفت دوپٹہ سنبھالتے ہوئے اٹھی اور دروازے پر جا کر بولی،کون ہے؟

دستک دینے والے کو شاید عفت کی مدھم آواز سنائی نہ دی یا کوئی اور وجہ تھی کہ وہ خاموش رہا۔ماجد کی نظریں عفت کی طرف ہی تھیں۔اس نے اشارہ کیا کہ دروازہ کھول کر دیکھ لو۔دروازہ کھلا تو ایک زرد رو نوجوان کھڑا دکھائی دیا،عفت کو سامنے کھڑا دیکھ کر نوجوان نے نظریں جھکا لیں

''بہن کئی دن سے بھوکا ہوں اللہ کے لیے کچھ کھانے کو دے دیجئے۔''

ماجد اپنی نئی نویلی دلہن کے ہاتھ کا بنا کھانا کھانے کو تیار بیٹھا تھا اسے یہ بے وقت کی مداخلت سخت ناگوار گزری۔

''جاؤ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔'' وہ پلک جھپکنے میں دروازے پر جا پہنچا''یہ صبح صبح کس منحوس کا منہ دیکھ لیا،کوئی وقت بھی ہوتا ہے مانگنے کا۔''

زرد رو نوجوان اس افتاد پر بوکھلا کر پیچھے کو ہٹنے ہی لگا تھا کہ ایک زوردار دھکے نے اسے زمین پر گرا دیا۔

''کم بخت اتنا ہٹا کٹا ہو کر بھیک مانگتا پھرتا ہے شرم نہیں آتی۔اب یہاں زمین پر پڑا رہا تو یہیں گاڑ دوں گا مردود کو۔''

نوجوان بھکاری اپنا سر تھامتے ہوئے لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ اٹھا اور دیوار تھامتے

ہوئے ایک طرف چل دیا۔عفت کو اس کے میل کچیل میں اٹے زرد چہرے پر تیز سرخی دکھائی دی۔ ماجد کے بے رحم دھکے نے اس کے ماتھے کو زخمی کر دیا تھا۔

”آؤ بیگم کھانا کھائیں۔کم بخت نے سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا ہے۔“

ماجد اس کا لرزتا ہوا ہاتھ تھام کر واپس دسترخوان پر آ بیٹھا۔عفت کے حلق سے لقمہ نیچے نہیں اتر رہا تھا لیکن خاوند کی خوشی کی خاطر خود پر جبر کر کے بیٹھی رہی۔گوشت کی سرخی اور نوجوان بھکاری کے خون کی سرخی اس کو ایک جیسی لگ رہی تھی۔لقمہ منہ میں رکھنے لگتی تو کلیجہ منہ کو آتا۔جیسے تیسے چند لقمے زہر مار کیے اور اٹھ گئی۔

عفت کی شادی کو پانچ سال ہونے کو تھے اور ابھی تک اس کی آغوش خالی تھی۔ڈاکٹرز کی رپورٹ کے مطابق عفت میں کوئی نقص نہیں تھا اور نہ ہی ماجد میں۔بس اوپر سے ہی حکم نہیں ہو رہا تھا۔ماجد ہر وقت اسی سوچ میں غلطاں رہتا دوسری مصیبت یہ آن پڑی کہ کاروبار میں دن بدن نقصان ہونے لگا۔ماجد اپنا سارا غصہ بے چاری عفت پر اتارتا اور وہ بے چاری اپنے نصیبوں کا لکھا سمجھ کر چپ ہو رہتی۔

ایک دن تو غضب ہی ہو گیا کسی ملازم کی غلطی پر آگ بگولا ہو کر ماجد نے اسے نوکری سے نکال دیا۔ملازم کی آہ وزاری سے ماجد کا دل تو کیا پسیجتا الٹا بے چارے کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔شام کو عفت نے ماجد کی زبانی سارا قصہ سن کر اس غریب کی سفارش کی تو اس ظالم نے طلاق دے کر نکال باہر کیا۔عفت اس صدمے کو بھی خدا کی رضا سمجھ کر پی گئی اور واپس بوڑھی ماں کے گھر آ بیٹھی۔

وقت: پر لگا کر اڑتا رہا اور عفت کے زخموں کا مداوا بھی کرتا رہا۔بوڑھی ماں نے بھاگ دوڑ کر کے ایک اچھا رشتہ تلاش کیا اور عفت ایک مرتبہ پھر ہاتھوں میں حنائی رنگ لیے پیا آنگن جا اتری۔شادی کو دو ہفتے گزرے تو رضوان نے وہی فرمائش کی جو ہر شوہر اپنی نئی دلہن سے کیا کرتا ہے۔

عفت نے اپنی ساس سے مل کر بڑے چاؤ اور ارمان سے کھانا تیار کیا۔دسترخوان سجا تو رضوان بھی آ بیٹھا۔عفت پلیٹوں میں سالن نکال رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔رضوان اٹھنے ہی لگا تھا کہ دروازہ دوبارہ کھٹکھٹایا گیا اور باہر سے ایک نحیف سی آواز ابھری

”اللہ کے نام پر کچھ کھانے کو دے دو“

”رضوان بیٹا! یہ سالن اور کچھ روٹیاں فقیر کو دے آؤ۔“زینت خاتون اپنے بیٹے سے مخاطب ہوئیں

”ٹھہریں امی جان، میں جاتی ہوں۔“کسی انجانے احساس کے تحت عفت اٹھ کھڑی ہوئی

کھانا ہاتھ میں لیے دروازے تک پہنچی اور دروازہ کھول کر کھانا باہر موجود فقیر کو دینے ہی لگی تھی کہ چکرا کر رہ گئی۔برتن گرنے کی آواز سن کر ماجد بھاگتے ہوئے عفت تک جا پہنچا جو اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے زاروقطار رو رہی تھی۔

”کیا ہوا؟ عفت کیا ہوا؟“رضوان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے اچانک کیا ہو گیا؟

”بیٹی کیا بات ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟“زینت خاتون بھی دروازے پر آ پہنچی تھیں اور اب عفت کو سینے سے لگائے ہوئے تھیں۔

ماجد اتنی دیر میں دروازہ بند کر کے واپس پلٹا تو عفت کی بات سن کر سکتے میں آ گیا

”رضوان یہ فقیر میرا سابقہ شوہر تھا۔ماجد انٹرپرائزز کا اکلوتا مالک! ماجد علی خان! اسے اس کے تکبر کی سزا ملی ہے۔امی جان! اس نے شادی کے ساتویں دن ایک فقیر کو کھانا مانگنے پر دھکا دے کر اس کی پیشانی خون آلود کر دی تھی اور اتنی گالیاں بھی دی تھیں۔“

اب باری رضوان کی تھی اس نے کہا!

”عفت! جس بھکاری کی روح کو زخمی کرنے پر اکتفا نہ کرتے ہوئے اسے دھکا دے کر تمہارے سابقہ شوہر نے زخمی کر دیا تھا وہ میں ہی تھا...... ہاں میں!“

عفت کو یوں لگا جیسے اس کے بدن میں جان ہی نہ رہی ہو۔وہ بے سدھ سی ہو کر زینت خاتون کی بانہوں میں جھول گئی۔

Settings\Rizwan\Desktop\19.tif not found.

نعمان: یار احمد میں اپنا پرس گھر بھول آیا ہوں مجھے ایک ہزار روپے چاہییں۔

احمد: دوست ہی دوستوں کے کام آیا کرتے ہیں، یہ لو دس روپے کرایہ اور گھر جا کر پرس لے آؤ۔

(محمد احمد، سرائے سدھو)

☆☆☆

ایک سکھ ہاتھ میں سائیکل کی بریک پکڑ کر ناچ رہا تھا۔

پاس سے گزرتے ہوئے آدمی نے پوچھا: سردار جی کیا کر رہے ہیں؟

سکھ: میں بریک ڈانس کر رہا ہوں۔

(اسامہ عابد، لاہور)

☆☆☆

آصف: یار تم ہر وقت دعا مانگتے رہتے تھے کہ یا اللہ مجھے موٹر سائیکل دے دے، دعا قبول ہوگئی؟

ارسلان: میں نے دعا تبدیل کر لی ہے۔

آصف: کیا مطلب؟

ارسلان: میں نے موٹر سائیکل چوری کر لی تھی اب میں اللہ تعالی سے معافی کی دعا کرتا رہتا ہوں۔

(بشریٰ اعجاز، قصور)

☆☆☆

استاذ: ہٹلر نے خودکشی کیوں کی؟

بچہ: سراس کے گھر بجلی اور گیس کا بل اکٹھا آگیا ہوگا۔

(زاہد خان، راولپنڈی)

☆☆☆

لوڈشیڈنگ کے فائدے

1: جنریٹر، UPS اور موم بتی بنانے والوں کو روزگار کی فراہمی

2: موبائل چارج نہ ہونے سے بیلنس اور ٹائم کی بچت

3: ٹی وی نہ دیکھنے سے فحاشی عریانی کے خلاف جنگ اور گناہوں میں کمی

4: انڈین چینل کے بائیکاٹ میں مدد

5: دشمن کے ہوائی حملوں کے خلاف بلیک آؤٹ کی پریکٹس

6: صبر کرنے سے جنت میں جانے کے زیادہ امکانات

7: بجلی کے آنے پر شکر ادا کرنے سے اللہ کے شکر گزار بندوں میں شمولیت

(ماریہ کنول)

☆☆☆

سردار: ڈاکٹر صاحب آپ نے کہا تھا کہ صبح گیم کھیلنے سے صحت اچھی رہتی ہے مگر مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑا۔ ڈاکٹر: تم کونسی گیم کھیلتے ہو؟

سردار: موبائل پر سانپ والی۔ (ثریا، پنڈ دادن خان)

☆☆☆

Settings\Rizwan\Desktop\sayani buriaa.tif not found.

دھم...... یہ آواز سنتے ہی بڑھیا باہر کی طرف بھاگی اس نے دیکھا کہ ایک سایہ دیوار کی طرف سے اس کی طرف آرہا ہے وہ گھبرا گئی لیکن جلد ہی اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پالیا۔ وہ سایہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور بڑھیا سوچ رہی تھی کہ اس بن بلائے مہمان سے کیسے نمٹا جائے۔ اس کا چالاک ذہن جلد از جلد کام کر رہا تھا جب تک سایہ اس کے نزدیک آیا اتنی دیر میں اس نے فیصلہ کرلیا تھا۔

☆☆☆

گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا اور محنت کر کے کمانے میں اسے عار محسوس ہوتی تھی۔ مضبوط جسم، رگوں میں گرم خون اور چڑھتی جوانی، چاہتا تو کما کر کھا سکتا تھا مگر اندر کی شیطانیت جاگ اٹھی اور چند روٹیاں چرائیں تا کہ اپنے پیٹ کی آگ بجھائے۔ قسمت کا لکھا کون ٹال سکتا ہے؛ روٹیاں چراتے ہوئے پکڑا گیا اور پکڑ کر کوتوال کے حوالے کیا گیا۔ کوتوال نے چبوترے پر لٹا کر ڈنڈے برسانے کا حکم دیا اور پھر اس نوجوان روٹی چور کو چھوڑ دیا گیا۔ سزا پانے کے بعد اس کے دل کی شقاوتیں اور بڑھ گئیں۔ مجرمانہ اعمال کے تمام بھید اور بدیوں کے تمام مخفی طریقے جو کبھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں گزرے تھے اس پر کچھ یوں کھلے کہ اس کو ایک تجربہ کار اور مشاق مجرم پکا عیار اور چھٹا ہوا جرائم پیشہ بنا دیا۔ اب یہ سزا پانے کے بعد اس کی نظر نان بائی کی روٹیوں کی بجائے

لوگوں کے گھروں پر پڑتی تھی۔

بڑھیا سوچ رہی تھی کہ وہ چور کے ساتھ کیسا سلوک کرے؟؟ اس کا چالاک ذہن جلدی سے کام کر رہا تھا جب چور اس کے نزدیک آیا تو وہ فیصلہ کر چکی تھی۔ چور نے بڑھیا کے نزدیک آتے ہی کہا کہ جو کچھ بھی تیرے پاس ہے بغیر شور مچائے میرے حوالے کر دے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ بڑھیا نے اس کی بات جیسے سنی ہی نہیں اور اس کی طرف ایک ٹک دیکھے گئی۔ چور نے جب اپنی بات دوبارہ دہرائی تو بڑھیا کو گویا ہوش سا آ گیا۔ آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا اور اسے چومنے اور پیار کرنے لگ گئی۔

چور ہکا بکا کھڑا سوچ رہا تھا کہ بڑھیا کو کیا ہو گیا ہے۔ ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھا کہ بڑھیا نے کہا بیٹا میں نے بڑی دیر بعد اپنے گھر میں کوئی مرد دیکھا ہے۔ تمہیں دیکھتے ہی مجھے یوں لگا جیسے میرا گمشدہ بیٹا واپس آ گیا ہو۔

اوہو مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ میں تمہیں اندر لے جانا ہی بھول گئی۔ چلو اندر آؤ!! کچھ کھا پی لو اور پھر تم خود جو کچھ لے جانا چاہو لے جانا۔ میری زندگی اب کتنے دنوں کی رہ گئی ہے کیا کروں گی میں اس مال کا۔ یہ کہتی ہوئے بڑھیا اس کو کمرے میں لے آئی اور بولی تم آرام کرو اور میں تمہارے کھانے کے لیے کچھ لاتی ہوں۔

بڑھیا کھانا پکانے کے کمرے میں چلی گئی اور چور بھی دبے پاؤں اس کے پیچھے ہولیا، یہ دیکھنے کے لیے کہ بڑھیا فریب سے تو کام نہیں لے رہی؟ بڑھیا کو کیتلی چولہے پر چڑھاتے دیکھ کر چور اطمینان سے آ کر لیٹ گیا اور اس کی آنکھ لگ گئی۔ بڑھیا کیتلی میں خالی پانی ڈال کر پکاتی رہی۔ جب پانی خوب گرم ہو گیا تو آ کر دیکھا کہ چور سو گیا ہے یا نہیں۔ چور کو سوتے دیکھ کر بڑھیا نے کیتلی لا کر اس کے سر پر انڈیل دی اور چور اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ لالچ میں آ کر اس نے دولت کیا کمانی تھی الٹا زندگی بھی لٹائی۔

Settings\Rizwan\Desktop\22.tif not found.

شہناز نے ابھی شاپر پھینکنے کے لیے سر باہر نکالا ہی تھا کہ اسے سامنے سے شبنم بھی کوڑے کا شاپر پھینکتی نظر آئی۔شہناز کو دیکھتے ہی شبنم کی زبان چل پڑی

''آج خاکروب کی تیسری چھٹی ہے اور گلی کوڑے کی وجہ سے کتنی گندی نظر آ رہی ہے؟''

شہناز نے پیچھے رہنا گوارا نہ کیا اور جھٹ سے بولی ''تو اور کیا ان لوگوں کو تو مفت خوری کا چسکا سا لگ گیا ہے آئے دن چھٹی جب دیکھو غائب رہتے ہیں۔''

شبنم کو اپنی کم گوئی کا احساس ہوا: ''میں تو کہتی ہوں یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے دور کیا جانا تم میری کام والی کو ہی دیکھو آج تین دنوں سے غائب ہے آج میں نے غصے میں اسے دو حرف کیا کہے، کہنے لگی کیا ہم غریبوں کے سینے میں دل نہیں دھڑکتا؟ میں نے تو اسے فارغ کر دیا ہے کہ جا کر دل کو دھڑکاتی پھرے۔''

☆☆☆

آج شبنم کو سکول ٹرپ کے ساتھ بطور استاد اسلام آباد جانا تھا وہ پورے چھ بجے سکول پہنچی اور اسلام آباد کے لیے روانہ ہوگئی۔سب لوگ دامن کوہ میں پھر رہے تھے کہ شبنم کو ایک مردانہ پرس نظر آیا۔اس نے دوسروں کی نظریں بچا کر فوراً اٹھا لیا اور بے چینی سے لوگوں کے ادھر ادھر ہونے کا انتظار کرنے لگی تنہائی میسر آتے ہی کھول کر دیکھا تو اس میں پانچ پانچ سو کے کئی نوٹ تھے ۔یک دم اس کے ذہن میں خیال آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمشدہ چیز ملنے پر اس کے

بارے میں کیا فرمایا ہے، مگر دولت کی چمک تمام خیالات پر غالب آ گئی۔

☆☆☆

''شہناز بہن کیا کہوں؟ توبہ توبہ زمانہ ہی ایسا آ گیا ہے ایمانداری نام کی کوئی چیز تو اس دنیا میں باقی ہی نہیں رہی۔''

''کیا ہو گیا شبنم بہن؟'' شہناز آنکھیں پھاڑ کر بولی

''بہن کیا بتاؤں! آج میں نے سکول میں چپڑاسی کو رجسٹر لینے بھیجا تو موئے نے پورے سو کا نوٹ گل کر دیا۔ابھی پچھلے مہینے ہی اسی (80) روپے کا منگوایا تھا میں نے۔'' شبنم بے تکان بولتی گئی۔

''اوپر سے ڈھیٹ اتنا کہ کیا بتاؤں؟ میں نے پوچھا تو بڑے دھڑلے سے بولا مس! آپ خود جا کر پتا کر لیں مجھے تو سو روپے کا ہی دیا ہے دکاندار نے۔اب بھلا بیس روپے کے لیے کون بھاگا جائے بازار۔''

شہناز بے چاری نے اس موضوع پر تازہ مواد دستیاب نہ ہونے پر بچوں کے رونے کا کہہ کر وہاں سے کھسک جانے میں ہی عافیت جانی اور شبنم کے اندر بہت دور کسی گہرائی میں دفن ''ضمیر'' نے احتجاج کے لیے صدا بلند کرنا چاہی مگر کئی ہشت پا بلائیں اپنا بھاری بھرکم وجود لیے اس پر سوار ہو گئیں۔اکھڑی اکھڑی سی سانسیں لیتا ضمیر ان بلاؤں سے کچھ کو بڑی اچھی طرح پہنچانتا تھا .... دوہرے معیارات اور منافقت اس کا گلا گھونٹنے میں سب سے آگے تھے۔۔۔

مشورہ نہ لو!!!

☆......کسی کام میں مصروف آدمی سے مشورہ نہ کرو خواہ وہ کتنا ہی عقل مند ہو

☆......کسی بھوکے شخص سے مشورہ نہ لو خواہ وہ کتنا ہی سمجھ دار ہو

☆......خوف زدہ شخص سے مشورہ نہ لو خواہ وہ کتنا ہی خیر خواہ ہو

Settings\Rizwan\Desktop\24.tif not found.

گرمی کی چلچلاتی دھوپ میں دوپہر کے وقت دروازے پر آہستہ سے دستک ہوئی ماں نے بیٹی کو آواز دی''نبیلہ دیکھ کون ہے؟''نبیلہ ابھی صحن عبور کر رہی تھی کہ دروازے کھل گیا اور ایک کمزور سی آواز سنائی دی:''اللہ بھلا کرے بچیو!''آواز میں بہت درد تھا۔ایک بوڑھی عورت دروازے کے باہر سیڑھیوں پر بیٹھی نظر آئی۔نبیلہ وہیں سے پلٹ گئی اور بولی''امی! کوئی بھکارن ہے پھر اس نے ایک برتن میں خشک آٹا ڈالا اور بوڑھی عورت کے پاس پہنچ گئی۔

بڑھیا نے آٹا لے لیا اور لگی اسے دعائیں دینے ساتھ ہی بولی ۔بیٹی مجھے پیاس لگی ہے''لسی ہوگی''نبیلہ نے سوچا اب اسے لسی لا کر دینا ہوگی۔لہذا فوراً بول اٹھی اماں !لسی ......لسی تو گھر میں نہیں ہے۔ساتھ ہی اس کا ضمیر اسے ملامت کرنے لگا کہ تو نے جھوٹ کیوں بولا؟

بڑھیا بولی''میں جب بھی یہاں آتی ہوں پینے کو لسی ضرور ملتی ہے۔میں تو کسی گھر سے پانی تک نہیں مانگتی۔بس اس گھر کی لسی مجھے مزے دار ہی بہت لگتی ہے۔''

ضمیر کی عدالت سے بچنے کے لیے نبیلہ نے جلدی سے کہا۔

''اچھا میں دیکھتی ہوں شاید تھوڑی بہت ہو''پھر تیز قدموں سے لا کر گلاس اسے تھما دیا۔اس وقت نبیلہ کی (بہن) انیلہ بھی وہاں پہنچ گئی اور بولی اماں جی! آپ کے بیٹے نہیں ہیں؟ آپ سے تو ٹھیک طرح سے چلا بھی نہیں جاتا آپ کی عمر تو چارپائی پر بیٹھ کر کھانے کی ہے اور آپ اتنی سخت گرمی میں بھیک مانگ رہی ہیں ادھر بڑھیا اس کے سوالات سے بے نیاز لسی پینے میں مگن تھی جیسے زندگی میں پہلی بار لسی پی رہی ہو۔نبیلہ نے دیکھ کر کہا اماں جی! شاید آپ اونچا سنتی ہیں

بڑھیا نے لسی پی کر پہلے اللہ کا شکر ادا کیا پھر انہیں دعائیں دینے کے بعد بولی۔

''بتاتی ہوں بیٹا.... سب بتاتی ہوں۔''

''اچھا تو پھر درخت کی چھاؤں میں آ کر بیٹھ جائیں۔''نبیلہ جلدی سے بولی۔

بڑھیا کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ہونٹ کپکپانے لگے وہ کچھ بتانا چاہتی تھی لیکن زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔آخر اس نے کہا''بیٹا! میں بھکارن نہیں ہوں، خانہ بدوش نہیں ہوں، کبھی قسمت مجھ پر بھی مہربان تھی۔تمہارے ساتھ والے گاؤں میں ایک زمیندار گھرانے میں رہتی تھی ۔ میں ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی انہوں نے بہت لاڈ اور پیار سے مجھے پالا۔میری ہر فرمائش پوری کی۔لیکن...........اب وہ چل بسے۔

ہمارا گھر بہت خوبصورت تھا، زمین بھی بہت تھی۔میری شادی کے بعد ایک بیٹا پیدا ہوا مگر شوہر کچھ عرصے بعد ایک ایکسیڈینٹ میں فوت ہو گیا جیٹھ دیور اور ان کی بیویوں نے مل کر میرا مکان چھین لیا زمین اپنے نام کرا لی مجھے اور میرے بیٹے کو دھکے دے دے کر گھر سے نکال دیا۔میں نے لوگوں کے گھر کام کاج کر کے وکیل کی فیس کا بندوبست کیا لیکن میں اس شہر میں اکیلی تھی ؛ نادار تھی ، سب دولت مند تھے، طاقت ور تھے، وہ کیس جیت گئے۔ایک نیک آدمی نے مجھے اپنے گھر کا ایک کمرہ دے رکھا ہے جس میں اور میرا بیٹا رہتا ہے۔بدلے میں ان کے گھر کے کام کاج کرتی ہوں۔بیٹا اپاہج ہے، دونوں ٹانگوں سے معذور ہے اس کے سارے کام بھی مجھے کرنا پڑتے ہیں...........''

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئی لیکن ابھی تک اس کی آنکھوں سے وہ آنسو نہ تھمے تھے ، جو بے بہا بہہ رہے تھے۔نبیلہ اور انیلہ نے کچھ پیسے جمع کر رکھے تھے دونوں بہنوں نے مشورہ کر کے وہ بڑھیا کو دے دیا۔

اب ان کو سمجھ آئی کہ بوڑھی اماں کا یہ کشکول''کشکول گداگری نہیں!!!

میری بعض بہنیں گھروں میں بیٹھ کر سوچتی ہیں کہ نجانے باہر کا ماحول کیسا ہوگا ؟ لوگ کیسے ہونگے ؟ وہ اکثر یہ سوچتی ہیں کہ معاشرے میں امن ہوگا ہر طرف محبت کے پھول کھلے ہونگے ہر شخص خوش وخرم زندگی گزار رہا ہوگا ، بہن ماں بیٹی کو لوگ عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوں گے؟ نا معلوم لوگ کتنے مزے لوٹتے ہوں گے؟ مال و دولت والے چین اور سکون سے بستے ہوں گے؟

لیکن سچی بات یہ ہے کہ گنگا الٹی بہہ رہی ہے معاشرہ الٹ چل پڑا ہے تم تو گھر بیٹھی ہو خدا کی قسم ! باہر تو نفسا نفسی کا عالم ہے انسانیت کو چھوڑ کر لوگوں نے اور راستے اپنا لیے ہیں امن کا لفظ ختم کرنے کی کوششیں جاری ہیں آج کا انسان مزے تو لوٹتا ہے لیکن طریقے اور ہیں کبھی لوگوں کا مال لوٹ کر، کبھی عزت لوٹ کر، کبھی کسی کی زندگی لوٹ کر، کبھی غریب کے منہ کا نوالہ چھین کر، کبھی مساکین کو تنگ کر کے، کبھی کسی اور طریقے سے کبھی کسی اور طریقے سے ۔ مال و دولت والے تقریباً خدا کو بھول بیٹھے ہیں چند ٹکوں کے نشہ میں لوگ بدمست ہاتھی بنے ہوئے ہیں کرسی اور طاقت کے بل بوتے فرعون بنے بیٹھے ہیں۔

جو تم سوچ رہی ہو نا کہ لوگ مسکرا رہے ہیں یہ بیچارے تو جھوٹی مسکراہٹیں خریدتے ہیں، یہاں تو ہنسانے والوں کو تنخواہ دی جاتی ہے، ہر شخص دھوکہ دینے کے چکر میں ہے۔ لوگ فریب اور فراڈ کے بغیر معاملہ نہیں کرتے، جھوٹ کے بغیر سودا نہیں بیچتے، جھوٹی قسم کے بغیر کاروبار کو معطل سمجھتے ہیں
۔

بہنو!!

نیا زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے حیا، عزت، غیرت، شرم اور شرافت نام کی چیز بھی دیکھنے کو نہیں ملتی ہر سو وحشت ہی وحشت ہے ہر شخص ڈرا ہوا ہے، ہر بچہ سہما ہوا ہے، دفتروں کی حالت یہ ہے کہ بغیر رشوت کے کام نہیں ہوتے۔ تھانوں میں چند روپے دے کر ہی ''بگڑی'' بنتی ہے گھروں میں ضروریات زندگی کو دھیرے دھیرے ختم کیا جارہا ہے بجلی، گیس صرف مہنگی ہوتی تو یہ نشتر بھی برداشت ہوجاتا لیکن صورتحال یہ ہے کہ یہ ہیں بھی مہنگی اور ہیں بھی نہیں، لوڈشیڈنگ کے ستائے ہوئے بے بسی کی تصویر بنے چند انسانوں کا گروہ کبھی کبھار احتجاج کرلیتا ہے اور بس۔

آٹے اور چینی کا بحران ملک کی معیشت کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے اعلی تعلیم یافتہ لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کر کے نااہل لوگوں کو عہدے سپرد کیے جارہے ہیں ہر طرف بے سکونی کی فضا قائم ہے لوگ والدین کی قدر کرنے کو اپنی توہین سمجھنے لگے ہیں ادب کو حرف غلط کی طرح معاشرہ نے مٹادیا نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو صرف چند لوگوں کے لیے خاص کردیا گیا ہے۔ ڈاڑھی اور پگڑی کو فرسودہ خیال کیا جارہا ہے، قرآنی تعلیمات کو بعض نام نہاد مسلمان دقیانوسی سے تعبیر کرتے ہیں۔

وہ زمانہ قریب آنے والا ہے بلکہ بہت قریب آچکا ہے کہ جب مسلمان غفلت کی چادر کو اتار پھینکیں گے جب یہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کی غلامی اور اتباع کی طرف لوٹ جائیں گے

شراب خانے، قحبہ خانے اور جوئے کے اڈے ''قومی محافظوں'' کی سرپرستی میں چلتے ہیں، حوا کی ہم جنس کو ایک سامان کی طرح خریدا جارہا ہے۔ کھیل اور مصروفیات اتنی ایجاد کردی گئی ہیں کہ عبادت کا وقت ہی نہیں ملتا۔

اسلام کے مخالف گروہوں نے ہمارے دین کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے باقاعدہ ایسے ذہن بٹھادیے ہیں کہ جو صبح سے لیکر شام تک اور شام سے لیکر صبح تک صرف یہی سوچتے ہیں کہ

اسلام کو آخر کیسے ختم کیا جا سکتا ہے؟؟؟

بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ''مسلمان'' اپنے خدا، رسول، قرآن، دین، اسلام اپنے ملک اور اپنی ذات کے دشمن کو اپنا آئیڈیل قرار دے رہا ہے، انہی جیسا رہن سہن، انہی جیسی بود و باش، انہی جیسے معاملات، انہی جیسی معاشرت اور انہی جیسے افکار۔ انہی جیسے نظریات، انہی جیسی معیشت، انہی جیسی شکل و شباہت اور انہی جیسی خوشی اور غمی!! الغرض انہی جیسی طرز زندگی اپنا کر خوش ہو رہا ہے۔

لیکن!

میری بہن! کیا تجھے اس بات کا علم ہے کہ کیا ہونے والا ہے؟ وہ زمانہ قریب آنے والا ہے بلکہ بہت قریب آ چکا ہے کہ جب مسلمان غفلت کی چادر کو اتار پھینکیں گے جب یہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کی غلامی اور اتباع کی طرف لوٹ جائیں گے اور پھر تو اپنے ان بھائیوں کو دیکھے گی کہ اسلام کی تمام سرحدوں کو سنبھال کر دشمنان اسلام کے ناپاک عزائم خاک میں ملائیں گے اور آہستہ سے آ کر تجھ سے کہیں گے............بہن کیا سوچتی ہے؟؟؟

دس گناہ

۱۔ جس گناہ سے عمر کم ہوتی ہے وہ رشتہ داروں سے بدسلوکی ہے ۲۔ جس گناہ کی پکڑ ہے وہ ظلم ہے
۳۔ جس گناہ سے انسان پر لعنت ہوتی ہے وہ جھوٹ ہے ۴۔ جس گناہ سے رزق بند ہو جاتا ہے وہ زنا ہے
۵۔ جس گناہ سے پردے فاش ہو جاتا ہے وہ نشہ ہے ۶۔ جس گناہ سے پوری انسانیت تباہ ہوتی ہے وہ قتل ہے
۷۔ جس گناہ سے نعمتوں کو زوال آتا ہے وہ تکبر ہے ۸۔ جس گناہ سے معاشرہ میں فساد پیدا ہوتا ہے رشوت ہے
۹۔ جس گناہ سے دل سخت ہو جاتا ہے وہ موسیقی کا سننا ہے ۱۰۔ جس گناہ کی بخشش نہیں وہ شرک ہے

بہت سارے قارئین وقاریات نے ماہنامہ بنات اہل السنۃ کو اپنے اپنے ذوق کے مطابق کچھ اشعار روانہ کیے ہیں ادارہ آپ کے حسن ذوق کی قدر کرتا ہے۔اس ضمن میں ہم نے ایک مستقل سلسلہ بنام ''غزالاں تم تو واقف ہو'' شروع کیا ہے جس میں ادبی، مذہبی اور تاریخی اشعار آپ کے لیے منتخب کیے جائیں گے۔آپ سے گذارش ہے کہ اپنے پسندیدہ اشعار ہمیں بھیج کر اپنے ذوق کو زندہ رکھیں۔

چند اشعار آپ کی نذر ہیں

فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرفِ تمنا جسے کہہ نہ سکیں رو برو
(نعیم خان)

میں آج اگر زد میں ہوں تو یوں خوش گماں نہ ہو
دیئے سبھی کے بجھیں گے ہوا کسی کی نہیں
(محمد مزمل، ملتان)

گندم امیرِ شہر کی ہوتی رہی خراب
بیٹی کسی غریب کی فاقوں سے مر گئی
(امِ محمد، لیہ)

پژ مردگی گل پہ ہنسی جب کوئی کلی
آواز دی خزاں نے کہ تو بھی نظر میں ہے
(حافظ مجتبٰی خان)

نہ مروت، نہ محبت ، نہ خلوص ہے محسن
میں تو شرمندہ ہوں اس دور کا انساں ہوکر
(سلمٰی رئیسانی، مکران)

اس سمت سمیٹوں تو بکھرتا ہے ادھر سے
غم دیتے ہوئے یار نے دامن نہیں دیکھا
(شاہد اشرف)

رکھتا ہے یاد کون پرانی رفاقتیں
مٹی کا نام نہیں مٹی کے تیل میں
(مریم شہباز، مرید کے)

عجیب واقعہ ہے کل اک عزیز دوست
اپنے مفاد پہ مجھ کو قربان کر گیا
(ناظم حلیم، پلندری آزاد کشمیر)

تصویر شاہکار وہ لاکھوں میں بک گئی
جس میں بغیر روٹی کے بچہ اداس تھا
(عبدالرحمٰن فریدی)

سحر جو آئی تو لائی اسی چراغ کی موت
تمام شب جو سسکتا رہا سحر کے لیے
(شہباز بلوچ، سوکڑ تونسہ شریف)

وہ کر رہے تھے اپنی وفاؤں کا تذکرہ
دیکھا مجھے تو بات کا پہلو بدل گئے
(محمد امتیاز، جہلم)

لو وصل کی ساعت آ پہنچی پھر حکمِ حضوری پر ہم نے
آنکھوں کے دریچے بند کیے اور سینے کا در باز کیا
(شگفتہ اعجاز، کراچی)

خود بخود چھوڑ گئے ہیں تو چلو ٹھیک ہوا
اتنے احباب کہاں ہم سے سنبھالے جاتے
ہم بھی غالب کی طرح کوچہ جاں سے محسن
نہ نکلتے تو کسی روز نکالے جاتے
(ام ایمن، ہری پور ہزارہ)

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے، جسم و جاں بچا کے چلے
(فخر النساء، کنگن پور)

اس کی ہی بیٹی کے ہاتھ پیلے نہیں ہوتے
وہ بوڑھا جو دن بھر حنا بیچتا ہے
(عائشہ، سیالکوٹ)

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا
(فاطمہ، جھنگ)

رنگ، خوشبو، صبا، چاند، تارے، کرن، پھول، شبنم، شفق، آبجو، چاندنی
ان کی دل کش جوانی کی تکمیل میں حسن فطرت کی ہر چیز کام آ گئی

جناب مدیر صاحب! السلام علیکم

بنات اہل السنۃ کا شمارہ ملا شروع سے آخر تک پڑھا۔ مضامین بعض تو بہت اچھے لگے البتہ بعض قدیمی روایات کے حامل بھی تھے۔ آج کے دور میں پرانی باتیں بڑی اجنبی سی محسوس ہوتی ہیں مثلاً: بی بی مرغی پال لو، فقیر بادشاہ کی بیٹی وغیرہ۔ رسالے میں کون اپنی جنت بچائے گا؟ مجھے بہت پسند آیا۔

(لبنیٰ لاہور)

جواب:

قدیم روایات کے بارے میں جو آپ نے اظہار خیال کیا کسی اعتبار سے وہ بھی درست ہے لیکن زندہ قومیں وہی ہوتیں ہیں جو اسلاف کی تعلیمات کو فراموش نہیں کرتیں۔

❧❧❧

مدیر محترم! السلام علیکم

سب سے پہلے تو آپ کو ماہنامہ بنات اہل السنۃ کے اجراء پر مبارکباد پیش کرتی ہوں کیونکہ یہ وقت کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ جب تک عورت خود کو تعلیم و اصلاح کے زیور سے آراستہ نہیں کر لیتی اس وقت تک اس کی گود میں پلنے والا بچہ اور بچی بھی سلیقہ منداور باشعور نہیں ہو سکتے۔ میں نے ایک مضمون لکھا ہے پلیز اسے آپ ضرور شائع کیجیے گا۔ (کوثر نیاز، اٹک)

جواب:

آپ مضمون ہمارے پتے پر روانہ کر دیں۔ اچھے اور ادبی طرز پر لکھے گئے مضامین کا ادارہ خیر مقدم کرتا ہے۔

❧❧❧

محترم مدیر اعلیٰ صاحب! السلام علیکم

میں نے پہلی دفعہ بنات اہلسنت کا شمارہ اپنی بہن سے لیا، صفحات چونکہ زیادہ نہیں تھے اس لیے تھوڑے سے وقت میں سارا پڑھ لیا۔ درس قرآن اور درس حدیث کا سلسلہ نہایت پر مغز ہے۔ مجھے جو مضمون سب سے زیادہ پسند آیا وہ ''امی مجھے معاف کر دو'' تھا۔ ہمارا کچن میں گوشت اور سبزی کا سوپ، نسخہ کیمیا کم خرچ بالا نشین تھا۔ تجربے کے بعد ثابت ہوا کہ نہایت مزے دار ہے اور اس میں وقت بھی بہت کم لگتا ہے۔

(شبانہ انور، ساہیوال)

جواب:

اللہ آپ کے ہاتھ میں مزید ذائقہ عطا فرمائیں ''ہمارا کچن'' ایک مستقل سلسلہ ہے جس میں آپ کو اور بھی کئی مزیدار کھانے بنانے کی تراکیب ملیں گی۔

❧❧❧

محترم جناب مدیر ماہنامہ بنات اہل السنۃ لاہور

السلام علیکم!

میں راولپنڈی میں رہتا ہوں الحمدللہ حافظ قرآن ہوں اور ساتھ ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہوں۔ اور اس وقت میری عمر 61 سال کے لگ بھگ ہے آپ کا رسالہ ''بنات اھل السنۃ'' نظر سے گزرا۔ بہت پسند آیا۔ جس حکمت و فراست سے آپ نے مضامین ترتیب دیے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔

آپ کے رسالے میں اپنے کلینک کا اشتہار دینا چاہتا ہوں اس کے ریٹس کیا ہونگے اور وہ آپ

تک کیسے پہنچاؤں۔اگر آپ کا ای میل ایڈریس ہو تو میرے لیے بھیجنا آسان ہوگا۔

برائے مہربانی مجھے خط کے ذریعے جواب دیکر مشکور ہوں

طالب دعا

ڈاکٹر بشیر احمد

النور ہومیو کلینک راولپنڈی

جواب: ماہنامہ بنات اہل السنۃ کو پسند فرمانے کا بہت شکریہ!

اشتہار کی بابت آپ نے معلومات لینا چاہی ہیں۔اس بارے میں آپ ہمارے مارکیٹنگ مینجر سے رابطہ فرمائیں اس کی مکمل تفصیلات وہ آپ کو بتلا دیں گے ان کا رابطہ نمبر شروع میں لکھ دیا گیا ہے ای میل ایڈریس ہم نے شروع میں لکھ دیا ہے۔آپ وہاں ماہنامہ بنات اہل السنۃ کے متعلق ہمیں اپنی آراء بھیج سکتے ہیں

نوٹ: آپ کو ایک علیحدہ خط بھی ادارہ کی طرف سے ارسال کر دیا گیا ہے امید ہے آپ کو مل گیا ہوگا۔

مسافران آخرت

13 جنوری: تونسہ شریف سے ہماری ایک قاریہ بنت نیاز احمد کے والد محترم جناب نیاز احمد خان راہی ملک بقاء ہوگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم بہت خوش خلق، عبادت گزار اور انسانیت کے ہمدرد تھے۔ادارہ ماہنامہ بنات اہل السنۃ مرحوم کے تمام متعلقین اور پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور اپنے قارئین وقاریات کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ وہ مرحوم کے لیے تلاوت کلام مجید اور ذکر اذکار کر کے ایصال ثواب کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین پر چلنے اور آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائیں۔

(ادارہ)

ایک اہم اعلان ....

ماہنامہ بنات اہلسنت نے ایک مستقل سلسلہ ''کوئز مقابلہ'' شروع کیا ہے جس میں متنوع قسم کے سوالات ہوتے ہیں مثلاً سیرت، تاریخ، عقائد، جغرافیہ، ریاضی، سائنس، طب وغیرہ۔کوئز مقابلے کے ونر کو اردو، انگلش اور عربی کی قیمتی کتب بطور انعام دی جائیں گی۔اگر صحیح جواب دینے والوں کی تعداد ایک سے زائد ہوئی تو ان میں سے کسی ایک کا انتخاب بذریعہ قرعہ اندازی کیا جائے گا اور انعام پانے والے خوش نصیب کے نام کا اعلان بنات اہلسنت کے آئندہ شمارہ میں کر دیا جائے گا۔

اگر کوئی کمپنی، ادارہ یا مکتبہ وغیرہ اپنی پبلسٹی کے لیے کوئی ایوارڈ بھیجنے کا خواہاں ہو کہ یہ انعام فلاں کمپنی یا فلاں ادارہ کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے تو وہ ہمارے ساتھ رابطہ فرمائیں ہم اس ایوارڈ پر مذکورہ کمپنی یا ادارہ کا نام لکھ کر انعام پانے والے کو ارسال کر دیں گے۔

Email:islahunnisa@gmail.com

Phone No:042-6185019